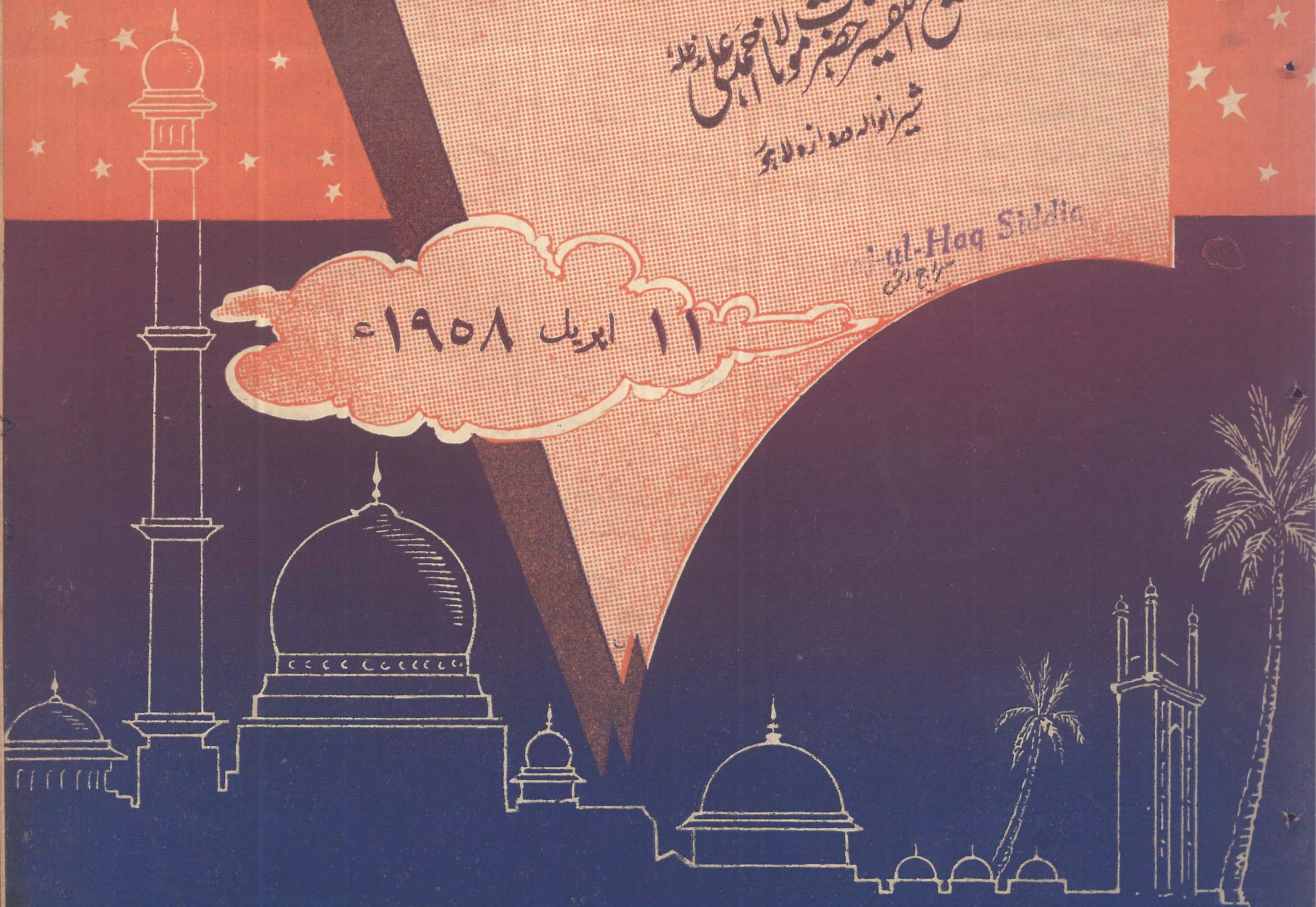
ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور



۱۱ اپریل ۱۹۵۸ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین © لاہور

متعلقہ رمضان المبارک

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال یغفر لامتہ فی اخر لیلۃ فی رمضان قیل یا رسول اللہ اھی لیلۃ القدر قال لا ولکن العامل انما یوفی اجرہ اذا قضی عملہ (رواہ احمد) ترجمہ:- ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بخشش کی جاتی ہے امت محمدیہ کے لئے یعنی ان لوگوں کے لئے جو روزہ دار ہیں رمضان کی آخری رات میں پوچھا گیا یا رسول اللہ کیا وہ شب قدر ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ لیکن کام کرنے والے کو یعنی روزہ دار کو اس کے کام کی پوری اجرت دی جاتی ہے کہ جبکہ وہ اپنے کام کو پورا کر چکتا ہے یعنی روزوں کو ختم کر چکتا ہے۔

عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تسحروا فان فی السحور برکۃ (متفق علیہ)

ترجمہ۔ انسؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سحری کھائو۔ اس لئے کہ سحر کھانے میں برکت ہے۔

عن عمرو بن العاص قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصل ما بین صیامنا وصیام اھل الکتاب اکلۃ السحر (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ عمرو بن العاصؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہمارے اور اہل کتاب (یہود ونصاریٰ) کے روزوں کے درمیان سحری کھانے کا فرق ہے۔ یہود و نصاریٰ رات کو سو جانے کے بعد کھانا حرام سمجھتے تھے اور ابتدائے اسلام میں بھی یہی حکم تھا۔ پھر حکم بدل گیا۔

عن سھل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال الناس بخیر ما عجلوا الفطر (متفق علیہ)

ترجمہ۔ سہلؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لوگ ہمیشہ بھلائی میں رہیں گے۔ جب تک افطار میں جلدی کریں گے۔ یعنی آفتاب غروب ہونے کے بعد فوراً ہی افطار کریں گے

عن ابی ھریرۃ قال نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الوصال فی الصوم فقال لہ رجل انک تواصل یا رسول اللہ قال وایکم مثلی انی ابیت یطعمنی ربی ویسقینی (متفق علیہ)

ترجمہ:- ابوہریرہ کہتے ہیں۔ کہ منع فرمایا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ پر روزہ رکھنے سے یعنی اس طرح کہ درمیان میں افطار نہ کرے۔ ایک شخص نے ممانعت کے حکم کو سن کر کہا یا رسول اللہؐ آپ تو روزہ پر روزہ رکھتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم میں مجھ جیسا کون ہے۔ میں رات کو گزارتا ہوں اس طرح کہ میرا رب مجھ کو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔

عن حفصۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لم یجمع الصیام قبل الفجر فلا صیام لہ رواہ الترمذی وابوداؤد والنسائی والدارمی وقال ابوداؤد وقفہ علی حفصۃ معمر والزبیدی وابن عیینۃ ویونس الایلی کلھم عن الزھری۔

ترجمہ۔ حفصہؓ کہتی ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص فجر سے پہلے روزہ کی نیت نہ کرے اس کا روزہ نہیں ہے۔ (ترمذی۔ ابوداؤد نسائی۔ دارمی۔)

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ تعالیٰ احب عبادی الی اعجلھم فطرا (رواہ الترمذی) ترجمہ ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خداوند تعالےٰ نے کہا ہے کہ میرے بندوں میں سب سے پیارا بندہ وہ ہے جو روزہ افطار کرنے میں جلدی کرے۔

عن انس قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یفطر قبل ان یصلی علی رطبات فان لم تکن رطبات فتمیرات فان لم تکن تمیرات حسا حسوات من ماء رواہ الترمذی وابوداؤد وقال الترمذی ھذا حدیث حسن غریب۔ ترجمہ انسؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز مغرب سے پہلے تازہ کھجوروں سے روزہ افطار کیا کرتے تھے۔ اگر تازہ کھجوریں نہ ہوتیں تو خشک کھجوروں سے افطار کرتے اگر خشک کھجوریں بھی نہ ہوتیں تو چند چلو پانی سے روزہ افطار کر لیتے تھے (ترمذی ابوداؤد۔ یہ حدیث حسن غریب ہے)

عن زید بن خالد قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من فطر صائما او جھز غازیا فلہ مثل اجرہ رواہ البیھقی فی شعب الایمان ورواہ محی السنۃ فی شرح السنۃ وقال صحیح۔

ترجمہ:۔ زید بن خالدؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص افطار کرائے روزہ دار کو یا سامان درست کرے کسی غازی کا۔ تو اس کو اسی کے برابر ثواب ملے گا۔

عن ابن عمر قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا افطر قال ذھب الظما وابتلت العروق وثبت الاجر ان شاء اللہ تعالیٰ (رواہ ابوداؤد)۔ ترجمہ۔ ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ افطار کرتے تو فرماتے۔ گئی پیاس تر ہو گئیں رگیں اور ثابت ہوا ثواب اگر خدا نے چاہا۔

عن معاذ بن زھرۃ قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا افطر قال اللھم لک صمت وعلی رزقک افطرت (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ۔ معاذ بن زبد کہتے ہیں۔ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ افطار کرتے تو فرماتے اللھم لک صمت وعلی رزقک افطرت۔ یعنی اے اللہ تیرے ہی لئے روزہ رکھا میں نے اور تیرے ہی رزق پر افطار کیا میں نے۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال الدین ظاھرا ما عجل الناس الفطر لان الیھود والنصاری یؤخرون (رواہ ابوداؤد وابن ماجہ) ترجمہ ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دین ہمیشہ غالب رہیگا۔ جبتک کہ لوگ افطار کرنے میں جلدی کرتے رہینگے۔ اس لئے کہ یہود و نصاریٰ روزہ

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

جلد ۳ | ۲۱ رمضان المبارک ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۱ اپریل ۱۹۵۸ء | شمارہ ۱۵

احترام رمضان المبارک

آج اس مبارک مہینہ کی ۲۱ تاریخ ہے ۔ گویا کہ یہ خیر و برکت کا مہینہ نصف سے زائد گزر چکا ہے ۔ اور اب یہ صرف چند دن اور ہمارے ہاں مہمان ہے ان چند دنوں میں ہم نے جو کچھ دیکھا ۔ اس سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ نہ حکومت نے اور نہ عوام کی اکثریت نے اس مبارک مہینہ کا احترام کیا ۔ بلکہ یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ دونوں نے اس کی حتی المقدور بیحرمتی کی ۔ اللہ تعالیٰ کی نظر میں دونوں مجرم ہیں حکومت اس لئے مجرم ہے کہ اب یہ ملک جمہوریہ اسلامیہ بن چکا ہے ۔ اس کے آئین میں کتاب و سنت کے قوانین کے نفاذ کا ذکر آ چکا ہے ۔ اس مُلک کی حکومت کا فرض ہے کہ وہ جس طرح تعزیرات پاکستان اور دُوسرے قوانین کا احترام کراتی ہے اسی طرح ارکان اسلام کا بھی احترام کرائے ۔ جس طرح ان قوانین کی خلاف ورزی کرنے والوں پر مقدمات چلا کر ان کو سزائیں دیتی ہے ۔ اسی طرح ارکانِ اسلام کی پابندی نہ کرنے والوں پر بھی مقدمات چلائے اور ان کو سزائیں دے اگر وُہ ایسا نہیں کرتی تو وہ مجرم ہے عوام اس لئے مجرم ہیں کہ اگر وہ ارکان اسلام کی پابندی کرنا چاہیں تو ان کو کون روک سکتا ہے ۔ وہ اپنے اعمال سے اسلام دشمنی کا ثبوت پیش کر رہے ہیں ۔ بُرائی کے اڈے عوام کی وجہ سے ہی آباد ہیں ۔ ریس ۔ سینما ۔ ناچ گھر اور شراب خانوں میں جانے والوں کی اکثریت عوام کی ہے ۔ خورد و نوش کی دُکانوں میں کُھلم کھلا یا پس پردہ اگر رمضان المبارک کا احترام نہیں ہوتا ۔ تو یہ بھی عوام کا قصور ہے ۔ غرضیکہ حکام ہوں یا عوام مسلمانوں کی اکثریت نے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کا دل کھول کر مذاق اُڑایا ۔

آخر میں ہم دیندار طبقہ سے بھی کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں ۔ یہ مانا کہ آپ اقلیت میں ہیں ۔ لیکن آپ نے بھی اپنی ذمّہ داری کو پوری طرح محسوس نہیں کیا ۔ آپ نے رمضان المبارک کی بے حرمتی کا نظارہ دیکھا ۔ مگر آپ کی جبینِ نیاز پر بل نہیں آیا ۔ اگر آپ کے ہاتھ میں ڈنڈا نہ تھا ۔ اگر آپ روزہ نہ رکھنے والوں کے خلاف زبان سے کچھ نہیں کہہ سکتے تھے ۔ لیکن دل میں ان کو بُرا سمجھنے میں کون سی بات منع تھی ۔ گویا کہ آپ ذالک اضعف الایمان (حدیث) کے درجہ سے بھی گر چکے ہیں ۔ پھر اگر اس مُلک میں ارکان اسلام کی بیحرمتی ہو تو اس کا سدِ باب کون کرے گا ۔ ہم نے پہلے بھی عرض کیا تھا ۔ کہ غیرت ایمانی کا تقاضہ ہے کہ ارکانِ اسلام کی بے حرمتی کرنے والوں کو دل میں بُرا سمجھا جائے ۔ اگر آپ یہ نہیں کرتے تو آپ بھی حکومت اور عوام کی طرح مجرم ہیں ۔

سالانہ چندہ میں اضافہ

ہم نے کسی گزشتہ اشاعت میں ہفت روزہ خدام الدین لاہور کا سالانہ چندہ بارہ روپے اور قیمت فی کاپی پانچ آنے کرنے کی تجویز پیش کی تھی اس کے متعلق اب تک جن حضرات نے اپنی رائے سے ہمیں مطلع فرمایا ہے ۔ ان سب نے اس تجویز سے اتفاق کیا ہے ۔ ایک دو حضرات نے موجودہ نرخ بڑھانے کی بجائے صفحات کم کر دینے کی تجویز پیش کی ہے ۔ ہماری رائے میں یہ تجویز زیادہ مناسب ہے ۔ اگر قارئین کرام کو کوئی اعتراض نہ ہو تو ہم چوتھی جلد سے ضخامت ۱۶ صفحات کر دینگے سالانہ چندہ مبلغ گیارہ روپے اور قیمت فی کاپی چار آنے ہی رہیگی ۔

کشمیر کا مسئلہ

مسئلہ کشمیر کا پُر امن حل تلاش کرنے کے لئے اقوام متحدہ نے چند ماہ قبل ڈاکٹر گراہم کو دوسری بار برصغیر ہند و پاکستان بھیجا ۔ ڈاکٹر گراہم نے کئی بار کراچی اور نئی دہلی کے درمیان ہوائی جہاز میں چکر لگائے دونوں حکومتوں سے مذاکرات کیئے ۔ واپس جا کر اُنہوں نے حفاظتی کونسل کے صدر کو جو رپورٹ پیش کی ۔ اس کا خلاصہ اخبارات میں شائع ہو چکا ہے ۔ ہم اس کو یہاں شائع کر کے قارئین کرام کا وقت ضائع نہیں کرنا چاہتے

اس دفعہ ڈاکٹر گراہم نے مسئلہ کشمیر کو حل کرنے کے لئے پانچ تجاویز پیش کیں ۔ ہندوستان نے حسب دستور سابق ہر تجویز کو مسترد کر دیا ۔ اور پاکستان نے اصولی طور پر سب کو منظور کر لیا ۔ ہندوستان کی ضد اور ہٹ دھرمی کا نتیجہ یہ ہوگا ۔ کہ مسئلہ کشمیر پھر حفاظتی کونسل میں پیش ہوگا ۔ امریکہ اور مغربی طاقتوں کی طرف سے ریزولیوشن پیش ہوں گے ۔ رُوس ویٹو کی دھمکی دے گا ۔ امریکہ اور مغربی طاقتیں ہندوستان اور روس کو خوش کرنے کی کوشش کریں گی ایک بار پھر اقوام متحدہ کا کوئی نمائندہ ہند و پاکستان آئے گا ۔ اس طرح یہ مسئلہ کھٹائی میں پڑا رہے گا ۔

مسئلہ کشمیر تقریباً دس سال سے اقوام متحدہ میں زیر بحث ہے ۔ ابھی تک اس کے حل ہونے کا کوئی امکان نظر نہیں آتا ۔ اس کی وجہ یہ ہے ۔ کہ اقوام متحدہ کے چار بڑے اپنے ذاتی مفاد کے لئے اس کو حل نہیں کرنا چاہتے ادھر ہندوستان کے رہنما تو اس کو حل کیئے بیٹھے ہیں ۔ وُہ دُنیا کی رائے عامہ کا مُنہ چڑا رہے ہیں ۔ اور کشمیر پر ہندوستان کی گرفت دن بدن مضبوط کئے جا رہے ہیں ۔ ان حالات میں کشمیری مسلمانوں کو حق خود ارادیت دلانے کے لئے پاکستان کو طاقت کی ضرورت ہے ۔ لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانا کرتے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ - رمضان المبارک ۱۳۷۷ھ - ۲۸ - مارچ ۱۹۵۸ء

بارگاہِ الٰہی میں عبادت کے قبول نہ ہونے کے دو سبب ہوتے ہیں

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

۱- ظاہری صورت میں کوئی نقص رہ جائے -
۲- عمل کی باطنی صورت میں خرابی پیدا ہو جائے -

برادرانِ اسلام - ہر انسان کی فطرت کا یہ تقاضا ہے کہ جو چیز حاصل کرنا چاہتا ہے - اس میں دو چیزیں ہوں - تب پسند کرتا ہے - ظاہر میں دیدہ زیب ہو اور باطن میں کھری اور عمدہ ہو - مثلاً ایک شخص بازار میں سونے یا چاندی کے زیورات خریدنے کے لئے جاتا ہے - اب وہ چاہتا ہے کہ زیورات ظاہری صورت کے لحاظ سے خوبصورت ہوں - اور ساتھ ہی یہ بھی چاہتا ہے کہ . . .

. . . .

. . . .

. . . .

. . . . . سونا ہو یا چاندی ہو - اصلی اور کھرے ہوں ان میں ذرہ برابر بھی کھوٹ نہ ہو اسی قاعدہ پر

اپنے اعمال کو قیاس کر لیجئے

کہ اعمال صالح کرنے والا انسان ہے - اور ان کو خرید کر ان کا معاوضہ دینے والا اللہ تعالےٰ ہے - اللہ تعالےٰ کی خواہش بھی یہی ہے کہ انسان کی ہر نیکی میں صورت کے لحاظ سے بھی کوئی نقص نہ ہو - اور اس عمل کے اندر بھی کوئی ایسی چیز نظر نہ آئے - جس کے باعث یہ عمل بارگاہ الٰہی میں قبول نہ ہونے پائے - اب اعمال صالحہ کی ظاہری صورت میں خرابی پڑ جانے کی چند مثالیں پیش کرنا چاہتا ہوں -

وضو میں خرابی کی مثالیں

پہلی عَنْ شَبِیْبِ بْنِ اَبِیْ رَوْحٍ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلّٰی صَلٰوۃَ الصُّبْحِ فَقَرَأَ الرُّوْمَ فَالْتَبَسَ عَلَیْہِ فَلَمَّا صَلّٰی قَالَ مَا بَالُ اَقْوَامٍ یُصَلُّوْنَ مَعَنَا لَا یُحْسِنُوْنَ الطُّہُوْرَ وَاِنَّمَا یَلْبِسُ عَلَیْنَا الْقُرْاٰنَ اُولٰئِکَ رواہ النسائی

ترجمہ - شبیب بن ابی روح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے صبح کی نماز پڑھی - پھر اس میں (سورہ) روم پڑھی - پھر آپ پر (قرآن مجید پڑھنے کے دوران میں) کچھ خلجان ہوتا رہا - پھر جب آپ نے نماز پڑھ لی - آپ نے فرمایا - ان لوگوں کا کیا حال ہے جو ہمارے ساتھ نماز پڑھتے ہیں - وضو اچھی طرح کر کے نہیں آتے - اور سوا اس کے نہیں کہ وہ لوگ ہم پر قرآن (پڑھتے وقت خلجان) پیدا کر دیتے ہیں -

واقعہ یہ ہے

کہ بعض لوگ اچھی طرح سے وضو کر کے نہیں آتے - اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاج اقدس اس قدر لطیف ہے کہ قرات پڑھتے وقت ان کے اس گناہ کا عکس حضور انور کے مزاج پر پڑ رہا ہے - اور طبیعت پریشان ہو رہی ہے - جب آپ کے مزاج پر اس غیر کامل وضو کا یہ اثر ہو رہا ہے تو اللہ تعالےٰ ایسے وضو سے کب خوش ہو سکتا ہے -

بالفاظ دیگر

اگر اس واقعہ کو یوں تعبیر کیا جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے اس گناہ کی بو آتی تھی جس سے آپ کی طبیعت پریشان ہوتی تھی - تو بعید از قیاس نہیں ہے

سوائے کمال نبوت کے باقی کمالات منتقل ہوتے آرہے ہیں

اللہ تعالےٰ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت سے کمالات کا حامل بنایا تھا - ان میں سے فقط کمال نبوت کا دروازہ آئندہ کے لئے بند کر دیا ہے - کہ کسی کو نبوت کا عہدہ عطا نہیں فرمائے گا - باقی سب کمالات کے حامل ہر زمانہ میں ہوتے آرہے ہیں چنانچہ جن اولیائے کرام کو انسانوں کے گناہوں کی بو آتی ہے - وہ بھی ہر زمانہ میں آرہے ہیں - چنانچہ آپ نے یہ قصہ سنا ہوگا کہ ایک شخص غسل خانہ سے استنجا کر کے باہر آیا - اس کے بعد ایک بزرگ اندر گئے باہر نکل کر اس پہلے شخص سے فرمایا کیا تم زنا کر کے آئے ہو - اس نے جرم کا اقرار کر لیا - اور عرض کی - کہ حضرت آپ کو میرے گناہ کی کیسے اطلاع ہوئی - آپ نے فرمایا - کہ تمہارے استنجے کے پانی میں زنا کے آثار تھے -

دوسری مثال

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ رَجَعْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ مَّکَّۃَ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ حَتّٰی اِذَا کُنَّا بِمَاءٍ بِالطَّرِیْقِ تَعَجَّلَ قَوْمٌ عِنْدَ الْعَصْرِ فَتَوَضَّأُوْا وَھُمْ عِجَالٌ فَانْتَھَیْنَا اِلَیْھِمْ وَاَعْقَابُھُمْ تَلُوْحُ لَمْ یَمَسَّھَا الْمَاءُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَیْلٌ لِّلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ اَسْبِغُوا الْوُضُوْءَ رواہ مسلم

ترجمہ - عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ سے مدینہ کی طرف لوٹے - یہاں تک کہ جب ہم پانی پر پہنچے جو راستہ میں تھا - عصر کی نماز کے وقت بعض لوگوں نے جلدی کی - پھر انہوں نے جلدی جلدی وضو کر لیا - پھر ہم ان تک پہنچے - اور ان کی ایڑیاں (خشک رہنے کے باعث) چمک رہی تھیں - جنہیں پانی نہیں پہنچا تھا - تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - ایڑیوں کے لئے دوزخ کی آگ کا عذاب ہے - اچھی طرح وضو کرو -

حاصل

یہ نکلا کہ اگرچہ ان لوگوں نے تو اپنی طرف سے وضو کر ہی لیا تھا - مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پسند نہیں فرمایا - بلکہ اس وضو پر انہیں دوزخ کے عذاب کی دھمکی دی - اس سے یہ بات واضح ہو گئی - کہ انسان نیکی کا جو کام کرتا ہے - اس میں بعض اوقات ایسی کمی رہ جاتی ہے جسے اللہ تعالےٰ اور اس کا رسول پسند نہیں فرماتے - لہٰذا ہر مسلمان کا فرض ہے کہ نیکی کا جو کام بھی کرے - اس کی ظاہری شرطیں بھی پوری ملحوظ رکھ کر کرے -

نماز کی صورت میں خرابی

پہلی حدیث

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فِیْ نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَصَلّٰى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَرَجَعَ فَصَلّٰى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ فَقَالَ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَقَالَ فِی الثَّالِثَةِ اَوْفِی الَّتِیْ بَعْدَهَا عَلِّمْنِیْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ اِذَا قُمْتَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاَسْبِغِ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ بِمَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَسْتَوِیَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا وَفِیْ رِوَايَةٍ ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَسْتَوِیَ قَائِمًا ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِكَ فِیْ صَلٰوتِكَ كُلِّهَا متفق علیہ

ترجمہ۔ ابی ہریرہ سے روایت ہے تحقیق ایک شخص مسجد میں داخل ہوا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے کنارہ پر بیٹھے تھے۔ پھر اس نے نماز پڑھی پھر آیا۔ اور سلام عرض کی۔ تب آپ نے فرمایا۔ تجھ پر بھی سلام ہو۔ جا۔ پھر نماز پڑھ۔ پس تو نے نماز نہیں پڑھی۔ (یعنی تیری نماز قبول نہیں ہے) پھر لوٹا۔ پھر نماز پڑھی۔ پھر آیا۔ پھر سلام عرض کی۔ پھر آپ نے فرمایا۔ تجھ پر بھی سلام ہو۔ لوٹ کر جا۔ پھر نماز پڑھ۔ پس تو نے نماز نہیں پڑھی۔ پھر لوٹا۔ پھر نماز پڑھی۔ پھر آیا۔ پھر سلام عرض کی۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اور تجھ پر بھی سلام ہو۔ لوٹ کر جا۔ پھر نماز پڑھ پس تحقیق تو نے نماز نہیں پڑھی۔ پھر اس نے تیسری یا چوتھی مرتبہ عرض کی۔ یا رسول اللہ مجھے سکھائیے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ جب تم نماز کے لئے اٹھو۔ تب اچھی طرح سے وضو کرو۔ پھر قبلے کی طرف منہ کرو۔ پھر اللہ اکبر کہو پھر پڑھو قرآن میں سے آسانی سے پڑھ سکتے ہو۔ جو تمہیں یاد ہو۔ پھر رکوع کرو۔ یہاں تک کہ رکوع میں اطمینان حاصل کرو۔ پھر سر اٹھاؤ۔ یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔ پھر سجدہ کرو۔ یہاں تک کہ سجدہ میں اطمینان حاصل کرو۔ پھر سر اٹھاؤ۔ یہاں تک کہ اطمینان سے بیٹھ جاؤ۔ پھر سجدہ کرو۔ یہاں تک کہ سجدہ میں اطمینان حاصل ہو جائے۔ تم سر اٹھاؤ۔ یہاں تک کہ بیٹھنے کی حالت میں مطمئن ہو جاؤ۔ اور اپنی ساری نمازیں اسی طرح کرو۔

حاصل

یہ نکلا کہ اس شخص نے تو بار بار اپنے خیال میں صحیح نماز ادا کی تھی۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ہر مرتبہ یہی فرمایا۔ کہ پھر جا کر نماز پڑھو۔ تمہاری نماز نہیں ہوئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر شخص کی نماز اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں قبول نہیں ہوتی۔ جب تک کہ نماز ان تمام شرائط کو ملحوظ رکھ کر نہ پڑھی جائے۔ جو شریعت میں تجویز شدہ ہیں۔

دوسری حدیث

عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْوَءُ النَّاسِ سَرِقَةً الَّذِیْ يَسْرِقُ مِنْ صَلٰوتِهٖ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ يَسْرِقُ مِنْ صَلٰوتِهٖ قَالَ لَا يُتِمُّ رُكُوْعَهَا وَلَا سُجُوْدَهَا۔ رواہ احمد

ترجمہ۔ ابی قتادہ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگوں میں سے بہت برا چور وہ ہے۔ جو اپنی نماز میں چوری کرے۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ اپنی نماز میں کس طرح چوری کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ نماز میں رکوع اور سجدہ اچھی طرح سے نہیں کرتا۔ مثلاً رکوع میں ابھی اطمینان ہوا ہی نہیں تھا کہ بس ذرا سی کمر ٹیڑھی کر کے سر اوپر اٹھا لیا۔ یہ رکوع میں چوری ہے۔ اور جب سجدہ کیا تو سر کو زمین پر اطمینان سے رکھ کر تین مرتبہ بھی تسبیح نہ پڑھی۔ بلکہ سر ذرا سا زمین سے لگایا ہی تھا کہ فوراً اٹھا لیا۔

حاصل

یہ نکلا کہ بعض اوقات نماز کی صورت میں ایسی چیز پیدا ہو جاتی ہے جس سے کہ بارگاہِ الٰہی میں نماز قبول نہیں ہوتی۔ لہٰذا ہر نمازی کا فرض ہے کہ نماز میں تمام ان شرائط کو ملحوظ رکھ کر ادا کیا جائے۔ جو اللہ تعالےٰ کو منظور ہوں۔ اور تمام ان لغویات سے اپنے آپ کو بچایا جائے جن کے باعث نماز مقبول نہ ہو سکے۔

روزے کی فضیلت

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ يُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَّا الصَّوْمَ فَاِنَّهٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ يَدَعُ شَهْوَتَهٗ وَطَعَامَهٗ مِنْ اَجْلِیْ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهٖ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهٖ ... متفق علیہ

ترجمہ۔ ابی ہریرہ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آدم کی اولاد کے ہر عمل کا ثواب بڑھا کر دیا جاتا ہے۔ ایک نیکی کا دس گنا ثواب یہاں تک کہ (ایک نیکی کا بعض اوقات) سات سو گنا تک بھی بڑھا کر دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ مگر روزہ۔ پس تحقیق وہ میرے ہی لئے (رکھا جاتا) ہے اور میں (خود) ہی اس کا بدلہ ہوں۔ (روزہ دار) اپنی خواہش (نفسانی) اور اپنا کھانا میرے لئے ہی چھوڑتا ہے۔ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں۔ ایک روزہ افطار کرنے کے وقت۔ اور ایک اپنے رب سے ملاقات کرنے کے وقت۔

اللہ تعالےٰ کے دربار میں روزہ دار کی عزت

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ..... وَلَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِّيْحِ الْمِسْكِ ..... متفق علیہ

ترجمہ۔ ابی ہریرہ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور البتہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالےٰ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ خوشبودار ہے۔

روزہ انسان کو انتہا درجہ کا شریف بنا دیتا ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ..... وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ وَاِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّهٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْيَقُلْ اِنِّیْ امْرُءٌ صَائِمٌ متفق علیہ

ترجمہ۔ ابی ہریرہ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور روزہ ڈھال ہے۔ اور جب تم میں سے کسی کے روزے کا دن ہو تب عورتوں سے میل جول کی باتیں نہ کرے اور نہ شور مچائے۔ پس اگر اسے کوئی گالی بھی دے یا اس سے لڑنے کے لئے آئے (تو مقابلہ نہ کرے بلکہ اتنا کہہ دے) بیشک میں تو روزہ دار آدمی ہوں (یعنی روزہ کے سبب سے میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گا)

اس سے بڑھ کر اور شرافت کا درجہ کونسا ہے۔ کہ دشمن کو نہ گالی دے اور نہ اس سے لڑے۔ اور اسے صاف کہہ دے کہ میں اپنے روزے کی عظمت قائم رکھنے کے لئے تمہیں کچھ نہیں کہوں گا۔

روزہ کی صورت میں خرابی

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِیْ اَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ۔ رواہ البخاری

ترجمہ۔ ابی ہریرہ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ

صلّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلّمَ نے فرمایا۔ جس شخص نے جھوٹی باتیں نہیں چھوڑیں اور جھوٹ پر عمل کرنا نہیں چھوڑا۔ بس اللہ تعالےٰ کو اس کی کوئی پروا نہیں ہے۔

روزہ دار کی یا وہ عزّت تھی یا یہ ذلت

یا تو روزہ دار کی وہ عزّت تھی۔ کہ روزہ دار کی برکت کے باعث اللہ تعالےٰ اپنی جان روزہ دار کو پیش فرما رہے تھے۔ اور یا یہ ذلّت کہ روزہ دار کا روزہ ہی قبول نہیں ہے۔ اس وضاحت کے لئے دو مثالیں ملاحظہ ہوں۔

پہلی

ماں کو بچّہ بڑا پیارا ہوتا ہے۔ محبّت کے باعث ماں بچّے کا مُنہ چومتی ہے۔ اور اگر کہا نہ مانے اور ضد کرے تو وہی ماں منہ پر ایسا تھپڑ مارتی ہے کہ ساری عمر بچّے کو وہ تھپڑ یاد رہتا ہے۔

دُوسری

بادشاہ کو نظامِ مملکت کے چلانے میں جو وزیر اور مشیر وفاداری کا پُورا حق ادا کرتے ہیں اور اس کے دست راست ہوتے ہیں۔ ان کے عہدے بڑھاتا ہے اور ان کی تنخواہوں اور الاؤنس میں ترقی دیتا جاتا ہے۔ اور اگر انہیں میں سے کوئی باغی ہو جائے۔ تو اسے پھانسی کے تختہ پر لٹکا دیتا ہے۔

بعینہٖ

یہی حالت روزہ دار کی ہے۔ اگر حکمِ الٰہی کی تعمیل کرے تو روزہ دار کے مونہہ کی بُو کستوری سے زیادہ بارگاہِ الٰہی میں قیمتی ہے اور اگر وُہی انسان رمضان مبارک میں اللہ تعالیٰ کی اجازت کے سوا روزے رکھنے چھوڑ دے تو پھر خواہ امیر ہو یا وزیر یا بادشاہ ہی کیوں نہ ہو، تو گناہِ کبیرہ کا مجرم قرار دیا جاتا ہے۔ گناہِ کبیرہ کا مرتکب اگر توبہ کیے بغیر دُنیا سے جائے تو اس کا ٹھکانا دوزخ ہوتا ہے۔ اس فیصلہ کی

تائید مُلاحظہ ہو

(ام حسب الّذین اجترحوا السیّات ان نجعلہم کالذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت سوآء محیاہم و مماتہم سآء ما یحکمون ۝ سورۃ الجاثیہ رکوع ۲، پارہ ۲۵) ترجمہ: کیا گناہ کرنے والوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ ہم ان کو ایمانداروں نیک کام کرنے والوں کے برابر کر دیں گے۔ ان کا جینا اور مرنا برابر ہے۔ وُہ بہت ہی بُرا فیصلہ کرتے ہیں

کسی نیک عمل کے قبُول نہ ہونے کا دُوسرا سبب

● باطن میں خرابی کا پیدا ہو جانا ہے
● باطن کی خرابی میں سب سے بڑا سبب اخلاص کا نہ ہونا ہے۔

ہر عمل کی قبولیت کے لیے اخلاص کے شرط ہونے کے اعلانات ملاحظہ ہوں۔

ع ۱

(انا انزلنا الیک الکتٰب بالحق فاعبد اللہ مخلصا لہ الدّین ۝ سورۃ الزمر رکوع ۱، پارہ ۲۳) ترجمہ: بے شک ہم نے یہ کتاب ٹھیک طور پر آپ کی طرف نازل کی ہے۔ پس تو خالص اللہ ہی کی فرمانبرداری مدِ نظر رکھ کر اسی کی عبادت کر۔

ع ۲

(الا للّٰہ الدین الخالص ط الآیۃ سورۃ الزمر رکوع ۱ پارہ ۲۳) ترجمہ: خبردار خالص فرماں برداری اللہ ہی کے لیے ہے۔

ع ۳

(قل اِنّی امرت ان اعبد اللہ مخلصًا لہ الدین ۝ سورۃ الزمر رکوع ۲۔ پارہ ۲۳) ترجمہ: کہہ دو مجھے حکم ہوا ہے کہ میں اللہ کی اس طرح عبادت کروں کہ عبادت کو اس کے لیے خاص رکھوں۔

تینوں اعلانات کا حاصل

یہ ہے کہ نیکی کا جو کام بھی کیا جائے۔ اس کے متعلق دل میں فقط اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا مقصُود ہو اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کے سوا دُنیا بھر میں کسی انسان کی رضا ہرگز مطلوب نہ ہو اگر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کی رضا بھی دل میں مطلوب ہو۔ تو یہی کہا جائے گا کہ اس شخص کی نیت میں شرک موجود ہے۔ شرک کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ جو کام فقط اللہ جل شانہٗ ہی کے لیے ہونا چاہیے تھا۔ اس میں کسی دوسرے کی رضا بھی شامل کر لی جائے۔ جس کام میں غیر کو بھی شریک کر لیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ملاحظہ ہو: عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنَا اَغْنَی الشُّرَکَاءِ عَنِ الشِّرْکِ مَنْ عَمِلَ عَمَلًا اَشْرَکَ فِیْہِ مَعِیْ غَیْرِیْ تَرَکْتُہٗ وَشِرْکَہٗ وَفِیْ رِوَایَۃٍ اَنَا مِنْہُ بَرِیْءٌ ھُوَ لِلَّذِیْ عَمِلَہٗ رواہ مسلم) ترجمہ: ابی ہریرۃ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ میں سب حصہ داروں سے حصہ لینے سے بڑا بے پرواہوں جس شخص نے کوئی کام کیا جس میں میرے ساتھ میرے غیر کو بھی شریک کیا۔ میں اس کام کرنے والے کو بھی چھوڑ دیتا ہوں۔ اور اس کام کے حصہ کو بھی چھوڑ دیتا ہوں اور ایک روایت میں ہے۔ میں اس سے بیزار ہو جاتا ہوں۔ وُہ اسی کے لیے ہو جاتا ہے۔ جس کے لیے اس نے کیا ہے۔ ان الفاظ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو اس عمل کو قبول نہیں فرماتا ہاں اس دوسرے شخص کے لیے چھوڑ دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا جس شخص کا دکھلاوا کام کرنے والے کو مقصود تھا۔

حفّاظِ قرآن کی اصلاح کے لیے ایک مثال

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے (لا تشتروا باٰیٰتی ثمنا قلیلا ۝ سورۃ المائدہ۔ رکوع ۷، پارہ ۶) ترجمہ: اور میری آیتوں کے بدلے میں تھوڑا مول مت لو۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو رضائے الٰہی حاصل کرنے کے لیے پڑھو گے۔ اس کا اجر قیامت کے دن جو ملے گا۔ اس کے مقابلہ میں دُنیا کا مُعاوضہ خواہ کتنا ہی زیادہ ہو۔ آخرت کے اجر کے مقابلے میں وُہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ کیونکہ یہ فانی ہے اور وُہ سدا رہنے والا ہوگا۔ اس لیے رمضان شریف میں قرآن مجید سنانے والے حافظوں کو چاہیے کہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے سنائیں۔ دل میں معاوضہ لینے کا خیال ہرگز نہ ہو۔ یہ الگ چیز ہے کہ قرآن مجید ختم کرنے کے بعد نمازی اپنی طرف سے کوئی رقم جمع کر کے حافظ صاحب کی خدمت میں پیش کر دیں۔ اس پیش کش کو فتوحاتِ غیبیہ میں سے شمار کریں اور اگر خدا نخواستہ قرآن مجید کے سنانے کا معاوضہ پہلے معین کر لیا اور اگر اس مسجد کے نمازیوں نے حسب منشا معاوضہ دینا منظور نہ کیا تو دُوسری مسجد میں جا سنایا جنھوں نے حافظ صاحب کی شرط مان لی تو ایسے حافظ صاحب کا قرآن مجید اسی مد میں آئے گا جو گزشتہ حدیث شریف میں ذکر کی گئی ہے۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

اعتکاف کی فضیلت اور شب قدر کی برکات

از جناب عبدالرشید صاحب لدھیانوی سدھن پورہ راولپنڈی

اعتکاف کہتے ہیں مسجد میں اعتکاف کی نیت کرکے ٹھیرنے کو حنفیہ کے نزدیک اس کی تین قسمیں ہیں - ایک واجب جو منت اور نذر کی وجہ سے ہو - جیسے یہ کہے کہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو اتنے دنوں کا اعتکاف کروں گا - یا بغیر کسی کام پر موقوف کرنے کے یوں ہی کہہ لے کہ میں نے اتنے دنوں کا اعتکاف اپنے اوپر لازم کر لیا - یہ واجب ہوتا ہے اور جتنے دنوں کی نیت کی ہے - اس کا پورا کرنا ضروری ہے -
دوسری قسم سنت ہے جو رمضان المبارک کے اخیر عشرہ کا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ ان ایام میں اعتکاف فرمانے کی تھی -

تیسرا اعتکاف نفل ہے - جس کے لئے نہ کوئی وقت نہ ایام کی مقدار - جتنے دن کا جی چاہے کرلے - حتیٰ کہ اگر کوئی شخص تمام عمر کے اعتکاف کی نیت کر لے تب بھی جائز ہے اور کم سے کم پانچ دس منٹ کا بھی ہو سکتا ہے - اس لئے ہر شخص کے لئے مناسب ہے کہ جب مسجد میں داخل ہو اعتکاف کی نیت کر لیا کرے کہ اتنے نماز وغیرہ میں مشغول رہے - اعتکاف کا ثواب بھی رہے اور اس طرح سے روزانہ بہت سے اعتکافوں کا ثواب مل جائے گا - رمضان کے اخیر عشرہ کے اعتکاف کی بڑی غرض شب قدر کی تلاش ہے - اور حقیقت میں اعتکاف اس کے لئے بہت ہی مناسب ہے - کہ اعتکاف کی حالت میں اگر آدمی سوتا ہوا بھی ہو تب بھی عبادت میں شمار ہوتا ہے - نیز اعتکاف میں چونکہ آنا جانا ادھر ادھر کے کام بھی کچھ نہیں رہتے اس لئے عبادت اور کریم آقا کی یاد کے علاوہ اور کوئی مشغلہ بھی نہ رہے گا لہذا شب قدر کے قدردانوں کے لئے اعتکاف سے بہتر کوئی صورت نہیں اعتکاف کی فضیلت اور ثواب بہت زیادہ ہے - اور اس کی فضیلت اس سے زیادہ کیا ہوگی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اس کا اہتمام فرماتے تھے - معتکف کی مثال اس شخص کی سی ہے کہ کسی کے در پر جا پڑے کہ جب تک میری درخواست قبول نہ ہو ٹلنے کا نہیں ؎

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے
یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے

اگر حقیقتاً یہی حالت اور یہی حال ہو تو سخت سے سخت دل والا پسیجتا ہے - اور اللہ جل شانہ کی ذات تو بخشش کے لئے بہانہ ڈھونڈتی ہے - بلکہ بے بہانہ رحمت فرماتی ہے - لیکن ع

ہم تو مائل بہ کرم ہیں تم میں کوئی سائل ہی نہیں

> **بلاشبہ ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے اور ہر مصیبت کے ساتھ راحت (۹۴:۵،۶)**

جب کوئی شخص اللہ کے دروازہ پہ دنیا سے منقطع ہو کر جا پڑے تو اس کے نوازے جانے میں کیا تامل ہو سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ جس کو اکرام فرمائیں - اس کے بھرپور خزانوں کا بیان کون کر سکتا ہے

اعتکاف کی روح

علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ اعتکاف کا مقصود اور اس کی روح دل کو اللہ کی پاک ذات کے ساتھ وابستہ کر لینا ہے - کہ سب طرف سے ہٹ کر اسی کی پاک ذات کے ساتھ مجتمع ہو جائے اور ساری مشغولیوں کے بدلہ میں اسی کی پاک ذات سے مشغول ہو جائے اور اس کے غیر کی طرف سے منقطع ہو کر اس طرح اس میں لگ جائے کہ خیالات تفکرات سب کی جگہ اس کا پاک ذکر اور اس کی محبت سما جائے - حتیٰ کہ مخلوق کے ساتھ انس کی بجائے اللہ کے ساتھ انس پیدا ہو جائے کہ یہ انس قبر کی وحشت میں کام آوے گا - کہ اس دن اللہ کی پاک ذات کے سوا نہ کوئی مونس ہوگا اور نہ دل بہلانے والا - اگر دل اس کے ساتھ مانوس ہو چکا ہوگا تو کس قدر لذت سے وقت گزرے گا ؎

جی ڈھونڈتا ہے پھر وہی فرصت کے رات دن
بیٹھا رہوں تصور جاناں کئے ہوئے

صاحب مراقی الفلاح لکھتے ہیں کہ اعتکاف اگر اخلاص کے ساتھ ہو تو افضل ترین اعمال سے ہے - اس کی خصوصیتیں حد شمار سے خارج ہیں کہ اس میں قلب کو دنیا و مافیہا سے یکسو کر لینا ہے - اور نفس کو مولا کے سپرد کر دینا اور آقا کی چوکھٹ پر پڑ جانا ہے - شعر

پھر جی میں ہے کہ در پہ کسی کے پڑا رہوں
سر زیر بار منت درباں کئے ہوئے

نیز اس میں ہر وقت عبادت میں مشغولی ہے - کہ آدمی سوتے جاگتے عبادت میں شمار ہوتا ہے اور اللہ کے ساتھ تقرب ہے - حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص میری طرف ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے میں اس سے باع قریب ہوتا ہوں - اور جو میری طرف (آہستہ بھی) چلتا ہے میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں - نیز اس میں اللہ کے گھر پڑ جانا ہے اور کریم میزبان ہمیشہ گھر آنے والے مہمان کا اکرام کرتا ہے - نیز اللہ کے قلعہ میں محفوظ ہوتا ہے - کہ دشمن شیطان کی رسائی وہاں تک نہیں - ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص ایک دن کا اعتکاف بھی اللہ کی رضا کے واسطے کرتا ہے - تو اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقیں آڑ فرما دیتے ہیں - جن کی مسافت زمین اور آسمان کی درمیانی مسافت سے بھی زیادہ چوڑی ہے - ایک اور حدیث میں ہے کہ جو شخص عشرہ رمضان کا اعتکاف کرے - اس کو دو حج اور دو عمروں کا اجر ہے - اور جو شخص مسجد جماعت میں مغرب سے عشا تک کا اعتکاف کرے کہ نماز اور تلاوت قرآن کے علاوہ کسی سے بات نہ کرے تو اللہ تعالےٰ اس کے لئے جنت میں ایک محل بناتے ہیں معتکف گناہوں سے محفوظ رہتا ہے - دوسرے بہت سے نیک اعمال جیسا کہ جنازہ کی

اے انسان! یوم جزا کے جھٹلانے پر کیا چیز تجھے آمادہ کرتی ہے (۹۵:۷)

شرکت مریض کی عیادت وغیرہ ایسے امور ہیں کہ معتکف اعتکاف کی وجہ سے ان کو نہیں کر سکتا۔ اس لئے اعتکاف کی وجہ سے جن عبادتوں سے رُکا رہا۔ ان کا اجر بغیر کئے بھی ملتا رہتا ہے۔ اللہ اکبر کس قدر رحمت اور فیاضی ہے کہ ایک عبادت آدمی کرے۔ اور دس عبادتوں کا ثواب مل جائے۔ درحقیقت اللہ کی رحمت بہانہ ڈھونڈتی ہے۔ اور تھوڑی سی توجہ اور مانگ سے دھواں دھار برستی ہے۔ مگر افسوس کہ ہم لوگوں کو اس کی قدر نہیں۔

حسن کا گنج گرانمایہ تجھے مل جاتا
تونے فرہاد نہ کھودا کبھی ویرانہ دل

شب قدر کی عبادت

رمضان المبارک کی راتوں میں سے ایک رات شب قدر کہلاتی ہے جو بہت ہی برکت اور خیر کی رات ہے۔ کلام پاک میں اس کو ہزار مہینوں سے افضل بتلایا ہے ہزار مہینے کے تراسی برس چار ماہ ہوتے ہیں۔ خوش نصیب ہے وہ شخص جس کو اس رات کی عبادت نصیب ہو جائے کہ جو شخص اس ایک رات کو عبادت میں گزار دے۔ اس نے گویا تراسی برس چار ماہ سے زیادہ زمانہ کو عبادت میں گزار دیا۔ اور اس زیادتی کا بھی حال معلوم نہیں کہ ہزار مہینے سے کتنے ماہ زیادہ افضل ہے۔ اللہ جل شانہ کا حقیقتاً بہت ہی بڑا انعام ہے کہ قدردانوں کے لئے یہ بے بہا نعمت عطا فرمائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "شب قدر حق تعالیٰ جل شانہ نے میری اُمت کو مرحمت فرمائی ہے۔ پہلی اُمتوں کو نہیں ملی"۔ (درمنثور)

بعض حدیث میں وارد ہوا ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی اُمتوں کی عمروں کو دیکھا کہ بہت بہت ہوئی ہیں اور آپ کی اُمت کی عمریں بہت تھوڑی ہیں اگر وہ نیک اعمال میں ان کی برابری بھی کرنا چاہیں تو نا ممکن ہے۔ اس سے اللہ کے لاڈلے نبی کو رنج ہوا۔ اس کی تلافی میں یہ رات مرحمت ہوئی کہ اگر کسی خوش نصیب کو دس راتیں بھی نصیب ہو جائیں اور ان کو عبادت میں گزار دے تو گویا آٹھ سو تینتیس برس چار ماہ سے بھی زیادہ زمانہ کامل عبادت میں گزار دیا۔

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر فرمایا کہ ایک ہزار مہینے تک اللہ کے راستہ میں جہاد کرتا رہا۔ صحابہؓ کو اس پر رشک آیا تو اللہ نے اس کی تلافی کے لئے اس رات کا نزول فرمایا۔

ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے چار حضرات حضرت ایوبؑ۔ حضرت زکریاؑ حضرت حزقیلؑ حضرت یوشعؑ کا ذکر فرمایا کہ اسّی اسّی برس تک اللہ کی عبادت میں مشغول رہے اور پل جھپکنے کے برابر بھی اللہ کی نافرمانی نہیں کی۔ اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حیرت ہوئی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر شب قدر کی بشارت سنائی۔ اور سورۃ القدر نازل ہوئی۔ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ

قرآن کا جو حصہ بھی ہم نازل کرتے ہیں وہ مومنوں کیلئے سراپا شفا اور رحمت ہے
(۸۲:۱۷)

لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ سَلٰمٌ هِیَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ (پ۳۰)

ترجمہ بے شک ہم نے قرآن پاک شب قدر میں اُتارا ہے۔ آپ کو کچھ معلوم بھی ہے کہ شب قدر کیسی بڑی چیز ہے شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس رات میں فرشتے اُترتے ہیں اور اس رات میں روح القدس (یعنی جبرئیلؑ) بھی نازل ہوتے ہیں اپنے پروردگار کے حکم سے ہر امر خیر کو لے کر زمین کی طرف اُترتے ہیں وہ رات سراپا سلام ہے۔ وہ رات (ان ہی برکات کے ساتھ) تمام رات طلوع فجر تک رہتی ہے"۔ بہرحال سبب نزول جو بھی کچھ ہوا ہو۔ لیکن اُمت محمدیہ کے لئے یہ اللہ تعالیٰ کا بہت ہی بڑا انعام ہے یہ رات بھی اللہ ہی کا عطیہ ہے اور اس میں عمل بھی اسی کی توفیق سے میسر ہوتا ہے۔ ورنہ

تہی دستان قسمت را چہ سُود از رہبر کامل
کہ خضر از آب حیواں تشنہ می آرد سکندر را

فضائل شب قدر

قرآن پاک لوح محفوظ سے آسمان دُنیا پر اسی رات میں اُترا ہے۔ یہ ہی ایک بات اس رات کی فضیلت کے لئے کافی تھی کہ قرآن جیسی عظمت والی چیز اس میں نازل ہوئی چہ جائیکہ اس میں اور بھی بہت سے فضائل و برکات شامل ہو گئے ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد منقول ہے کہ

"شب قدر میں حضرت جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کے ایک گروہ کے ساتھ اُترتے ہیں اور جس شخص کو ذکر وغیرہ میں مشغول دیکھتے ہیں۔ اس کے لئے رحمت کی دُعا کرتے ہیں۔ مظاہر حق میں لکھا ہے۔ کہ اسی رات میں ملائکہ کی پیدائش ہوئی اور اسی رات میں حضرت آدم علیہ السلام کا مادہ جمع ہونا شروع ہوا۔ اسی رات میں جنت میں درخت لگائے گئے اور منثور کی ایک روایت میں ہے کہ اسی رات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اُٹھائے گئے۔ اور اسی رات میں بنی اسرائیل کی توبہ قبول ہوئی۔ اسی رات میں دُعائیں قبول کی جاتی ہیں اور گنہگاروں کی مغفرت کی جاتی ہے۔ اور اللہ والے اس رات میں اپنی عبادت میں ایسی طمانیت قلبی، سکون دل جمعی اور وہ لذت و حلاوت پاتے ہیں کہ جس کے سامنے ہفت اقلیم کی سلطنت بھی گرد ہے۔ اسی لذت سے آشنا ہو کر کسی اللہ والے نے کہا ہے ؎

چوں چتر سنجری رخ بختم سیاہ باد
در دل اگر بود ہوس ملک سنجرم
زانگہ کہ یافتم خبر از ملک نیم شب
من ملک نیمروز بیک جو نمے خرم

ایک حدیث میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص شب قدر میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے (عبادت کیلئے کھڑا ہو) اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ مگر کتنے میرے جیسے بد نصیب انسان ہیں جو اس مبارک رات کی برکات اور فرشتوں جیسی بزرگ ہستیوں کے فیض اور ان کی دُعاؤں سے محض غفلت اور اپنی سیہ کاریوں کی وجہ سے محروم ہی رہ جاتے ہیں۔

باقی صفحہ ۱۶ پر

ذکر الٰہی

از جناب محمد شفیع عمر الدین سجاول

سلسلہ کے لئے خدام الدین ۷ مارچ ۱۹۵۸ عیسوی

(۲۲۳)

ذکر الٰہی سے غافل اور دُنیا کے طالب

اللہ تعالےٰ نے فرمایا :-

فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰی عَنْ ذِکْرِنَا وَلَمْ یُرِدْ اِلَّا الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا ہ

(النجم رکوع ۲ پ ۲۷) ترجمہ - پس تم اس کی پرواہ نہ کرو - جس نے ہماری یاد سے مُنہ پھیر لیا - اور صرف دنیا ہی کی زندگی چاہتا ہے (حضرت مولینا احمد علی صاحب)

یعنی اس شخص سے اعراض کرو جس نے خدا کی یاد سے روگردانی کی - اور سوائے اس جہان کی زندگی کے اور کسی چیز کا طالب نہیں - جو شخص احکام الٰہی کا پابند نہ ہو احکام الٰہی سے مُنہ موڑنے والا ہو اور اس کا مقصود صرف اس فانی دنیا کے فوائد اور لذائذ تک محدود ہو - ایسوں سے علیحدہ رہنے میں ہی بھلائی ہے - جس بدنصیب اور کوتاہ اندیش نے صرف دُنیاوی زندگی کو ہی اپنا مقصود بنا لیا ہو اس کا انجام کیسے نیک ہو سکتا ہے -

بقول حضرت شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی مرحوم رحمۃ اللہ علیہ یعنی جس کا اوڑھنا بچھونا یہی دنیا کی چند روزہ زندگی ہو کہ اس میں منہمک ہو کر خدا کو اور آخرت کو دھیان میں نہ لائے - آپ اس کی بکواس کو دھیان میں نہ لائیں - وہ خدا سے مُنہ موڑتا ہے - آپ اُس کی شرارت اور کجروی سے منہ پھیر لیں - سمجھانا تھا سو سمجھا دیا - ایسے بدطینت اشخاص سے قبول حق کی توقع رکھنا اور ان کے غم میں اپنے کو گھلانا بیکار ہے ان کی سمجھ تو بس اس دُنیا کے فوری نقصان تک پہنچتی ہے - اس سے آگے ان کی رسائی نہیں - وہ کیا سمجھے کہ مرنے کے بعد مالک حقیقی کی عدالت میں ذرہ ذرہ کا حساب دینا ہے - ان کی تمام تر علمی جدو جہد صرف بہائم کی طرح پیٹ بھرنے اور شہوت پورا کرنے کے لیئے ہے -

اور جس دُنیا کے لیئے یہ مرتے ہیں - اس کی حقیقت یہ ہے - حدیث - (عن مستورد الفہری رضی اللہ عنہ) —

مَا الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَۃِ اِلَّا کَمَا یَجْعَلُ اَحَدُکُمْ اِصْبَعَہٗ الشَّبَابَۃَ فِی الْیَمِّ فَلْیَنْظُرْ بِمَ تَرْجِعُ (مشارق الانوار حدیث ۸۸۳ بحوالہ مسلم شریف) ترجمہ - یعنی دُنیا آخرت کے مقابلہ میں ایسی ہے - جیسے کوئی شخص کلمے کی اُنگلی دریا میں ڈالے - پھر دیکھے کہ وہ کس قدر پانی لگا لائیگی جس دُنیا پر انسان مرمٹتا ہے - دغا اور فریب کو آلہ کار بناتا ہے - جس کی خاطر آخرت کو بھول جاتا ہے - احکام الٰہی کی پرواہ نہیں کرتا - یادِ الٰہی سے قلب کو آشنا نہیں کرتا - اس کا صحیح نقشہ یہ ہے کہ آخرت کے انعام و اکرام کے مقابلہ میں وہ ہیچ ہے -

مگر بیچارے حریص کی حالت قابل افسوس ہے - اس کا پیٹ کبھی نہیں بھرتا حلال و حرام کی تمیز کیئے بغیر اس کو جمع کرنے میں اپنی ساری ہمت اور عُمر رائیگان کھو دیتا ہے - مگر جوع البقر کے مریض کی طرح اس کا پیٹ مرتے دم تک نہیں بھرتا -

میرے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا - دُنیاوی زندگی عارضی ہے اور بہت تھوڑی ہے - اس عارضی زندگی کے لیئے لوگ حلال و حرام کی تمیز کیئے بغیر مال جمع کرنے لگ جاتے ہیں - مگر اس زندگی کا خیال نہیں کرتے جدھر سے واپس لوٹنا ممکن نہیں اور جس کی انتہا نہیں سچ ہے ؎

تنگ چشم مرد دُنیا دار را
یا قناعت پُر کند یا خاک گور

دُنیاوی مال و دولت سے ذکر الٰہی بہتر ہے -

حدیث - عن ثوبان رضی اللہ عنہ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ بَعْضِ اَسْفَارِہٖ فَقَالَ بَعْضُ اَصْحَابِہٖ نَزَلَتْ فِی الذَّھَبِ وَالْفِضَّۃِ لَوْ عَلِمْنَا اَیُّ الْمَالِ خَیْرٌ فَنَتَّخِذَہٗ فَقَالَ اَفْضَلُہٗ لِسَانٌ ذَاکِرٌ وَّقَلْبٌ شَاکِرٌ وَّزَوْجَۃٌ مُّؤْمِنَۃٌ تُعِیْنُہٗ عَلٰی اِیْمَانِہٖ (مشکوٰۃ - رواہ احمد والترمذی و ابن ماجہ) ترجمہ :- حضرت ثوبان رض کہتے ہیں کہ جب آیت وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ — (جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں) نازل ہوئی - اس وقت ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک سفر میں تھے - بعض صحابہ رض نے کہا کہ آیت سونے اور چاندی کے بارے میں نازل ہوئی ہے - کاش ہمیں معلوم ہوتا کہ کون سا مال بہتر ہے - تاکہ اُسے حاصل کریں - پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہتر (مال) اللہ کا ذکر کرنے والی زبان اور اللہ کا شکر کرنے والا دل اور مومن بیوی جو خاوند کے ایمان کی معاون ہے -

سچ ہے سونا، چاندی مال و

آپ نے اس شخص کو بھی دیکھا جس نے اپنی خواہش کو ہی اپنا معبود بنا لیا ہے کیا آپ اس کے حال کے نگراں ہو سکتے ہیں؟ (۲۵ : ۴۳)

جب قرآن پڑھنے لگو تو شیطان رجیم سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو (۱۶ : ۹۶)

باقی صفحہ ۱۶ پر

حضرت ابو طلحہؓ کی سیرت کی ایک جھلک

(از جناب محمد بخش صاحب گلزار ضلع ملتان)

ابو طلحہؓ پہ ربّ دو جہاں کی تھی مہربانی
کہ اُن کی ملک میں موجود تھا اک باغِ لاثانی

لگے اک بار پڑھنے جا کے بو طلحہؓ نماز اُس میں
کہ سرمایہ یہی آخر ہے باقی اور شئے فانی

پرندہ اک اُڑا لیکن گھنا تھا باغ وہ اتنا
لگا ٹکرانے وہ اشجار سے بہ طرزِ نادانی

صدائے نخل و طائر میں ابو طلحہ ہوئے ساہی
کہ آخر اُن کے سینے میں بھی تھا اک قلبِ انسانی

اچانک جب خیال آیا کہ مجھ پہ سہو طاری ہے
چنانچہ سہو کے باعث بڑھی اُن کی پریشانی

ہُوا احساس کی دُنیا میں اک طوفاں سا برپا
فراغت پا کے حاضر ہو گئے در قصرِ سلطانی

سُنا کے ماجرا سارا ابو طلحہ لگے کہنے
یہ میرا باغ میرے واسطے ہے دردِ پنہانی

اسے راہِ خدا میں وقف فرمائیں تمنّا ہے
اسی خاطر ہُوا حاضر میں اے محبوبِ یزدانیؐ

دُعا فرمائی بو طلحہؓ کے حق میں شاہِ یثربؐ نے
خُدا دے تیری دولت میں ترقی و فراوانی

تجھے زر سے نہ اُلفت تھی نہ تو زردار کا حامی
ترے سینے میں روشن ہے چراغِ نورِ ایمانی

تجھے ذکر و عبادت سے محبّت والہانہ ہے
شغف ہے یہ عبادت سے کہ چھوڑا باغِ لاثانی

رہے سایہ فگن مرقد پہ تیرے رحمتِ یزداں
ملے جنّت میں کاشانہ بڑی ہے تیری قربانی

نہ کچھ بھی کام آئے یہ اُس دم مال اور دولت
فرشتے قبر میں جب آ کے پوچھیں گے خدا دانی

عبادت اک طریقہ ہے خُدا کی آشنائی کا
اسی کی اوّلیں پرسش ہے محشر میں مِرے جانی

ابو طلحہؓ کی سیرت کر عطا گلزارِ آثم کو
مرے خالق مرے مالک ہے تیری ذات لافانی

مقامِ ولایت

از جناب لال الدین اخگر بی اے بی ٹی گھڑیال کلاں

قسط دوم

قُتِلَ اَصْحَابُ الْاُخْدُوْدِ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ اِذْهُمْ عَلَیْهَا قُعُوْدٌ وَّهُمْ عَلٰی مَا یَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ شُهُوْدٌ۔ (غارت ہو گئے کھائیاں والے وہ کھائیاں جو ایندھن والی آگ سے شعلہ زن تھیں۔ وہ ظالم لوگ کھائیوں پاس بیٹھے تھے اور اس ظلم سے حظ اٹھا رہے تھے۔ جو ان کے حکم سے اولیا اللہ پر کیا جا رہا تھا) یہ دشمنان دین پر غیظ و غضب کے اظہار کا اسلوب تھا۔ اب اولیاء اللہ کے عشق صادق کا اعتراف بھی سنیئے۔ وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ یُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ۔ (فرمایا وہ ظالم میرے دیوانوں کو فقط اسی جرم کی پاداش میں آگ کے شعلوں میں پھینک رہے تھے کہ انہوں نے اپنے اللہ سے عہد محبت باندھ رکھا تھا۔ وہ اللہ جو زبردست ہے۔ اور سب تعریفوں والا ہے۔ آسمان و زمین کی سلطنت اسی کو زیبا ہے اور ہر چیز اس کے سامنے ہے) زہے قسمت زہے نصیب! ہم امت محمدیہؐ کے افراد تا قیامت صد ہزار خلوص سے ان عشاق الٰہی کو اس کامرانی پر مبارک باد پیش کرتے رہیں گے کیونکہ ان کے جذبۂ ایمان و ایقان کا اعلان قرآن مجید میں ہو رہا ہے۔ اور ان کی سچی محبت کی تصدیق خدائے قدوس کی اپنی زبان سے کی جا رہی ہے رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ

مفسرین حضرات لکھتے ہیں۔ کہ اس موقعہ پر ایک نوجوان عورت مع اپنے شیر خوار بچے کے پیش کی گئی۔ اس کو انحراف دین حقہ کے لیئے بار بار کہا گیا۔ مگر اس نے ہر بار انکار ہی کر دیا ظالموں نے کہا کہ اگر تو اس دین سے باز نہ آئی تو تیرا بچہ ابھی آگ میں جھونک دیا جائے گا۔ وہ گھبرا رہی تھی۔ تو بچہ نے اللہ تعالےٰ کے حکم سے بآواز بلند کہا۔ امّاہ اصبری فانک علی الحق (اماں جان صبر کر تو حق پر ہے ....

....

مختلف بستیوں میں اور مختلف وقتوں میں نور نبوت چمکا اور اپنے مخصوص و محدود ماحول میں ضیا باریاں کرتا رہا۔ اسی مناسبت سے ہم نے اس مضمون کی قسط اوّل میں حضرت ہابیل کو امت آدم کا ایک ممتاز ترین ولی اللہ سمجھ کر ان کو تاریخ ولایت میں

خود تمہاری ذات میں اللہ کی کیسی نشانیاں ہیں۔ کیا تم کو نظر نہیں آتا (۵۱:۲۱)

اولین حیثیت دی ہے اور جہاں تک قرآنی شواہد کا تعلق ہے۔ ان سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ہابیلؑ کو سب سے پہلے شرف ولایت عطا کیا گیا۔ اور پھر اس طرح قسط اول میں چند ایسی با برکت ہستیوں کا ذکر خیر کیا گیا۔ جن کو آقائے مدنی کی بعثت سے پہلے مقام ولایت کی خسروانی مرحمت فرمائی گئی

شدہ شدہ جب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور نحن انصار اللہ کہنے والے حواری دنیا سے ناپید ہو گئے۔ تو دین عیسوی سابقہ ادیان کی طرح توہم پرستی کا شکار ہو کر رہ گیا۔ برسوں گزر گئے۔ بلکہ صدیاں بیت گئیں۔ کہ نور نبوت کی چمک دنیا کے کسی کونے میں بھی نظر نہیں آتی تھی۔ لہذا یہ دعوےٰ بلا خوف تردید کیا جا سکتا ہے کہ ولایت کے انوار بھی تقریباً دنیا سے مفقود ہو چکے تھے۔ انسانی آبادیوں میں ہوسناکیوں نے نحن ابناء اللہ اور نحن احباء اللہ کا جھوٹا دعوےٰ کرنے والے پیدا کر دیئے تھے۔ ہدایت آسمانی نے کہیں سمندروں کی تہوں کے نیچے جا کر سر چھپا لیا تھا۔ اولاد آدم ہر ممکن گناہ اور ہر ممکن معصیت میں پھنس گئی تھی۔ بہیمیت نے شرم و حیا کا قلع قمع کر دیا تھا تو سبعیت نے ظلم و جور کو عام کر رکھا تھا۔ المختصر! انسان نہ خالق کا بندہ تھا نہ خلق خدا کا خادم۔ عین اس وقت میں رحمت ایزد متعال نے بندوں پر رحم کھایا اور رسالت کے آفتاب عالمتاب کو مطلع شہود پر جلوہ گری کا موقعہ دیا۔ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ الخ پ۴ رکوع ۸

ترجمہ:۔ اللہ نے ایمان والوں پر احسان کیا ہے جو انہیں میں سے رسول بھیجا۔

اب نبوت و رسالت سابقہ نبوتوں کی طرح علاقائی نہیں تھی اور وہ کسی زمانے تک محدود نہیں تھی۔ بلکہ اب اس کو قیامت تک ہر بلندی و پستی پر اپنا پیغام پہنچانا تھا۔ جن و انس کی بستیاں زیر افلاک ہوں یا فوق الافلاک۔ تحت الثریٰ میں ہوں یا ماہ و نجوم میں۔ میدانوں میں ہوں یا کھوہوں میں انہیں مہر نبوت کی کرنوں سے جگمگا کر ہی رہنا تھا۔ کیونکہ نور رسالت اب کافۃ الناس کے مقام پر جلوہ افگنی کرنے پر مامور تھا۔

ہر کجا ہنگامۂ عالم بُدے
رحمۃ للعٰلمینے ہم بُدے
(اقبال مرحوم)

ہم اس مضمون کو نہایت اختصار سے سمیٹنے کی کوشش کریں گے۔ تاکہ اس کا مفہوم نہایت پختگی سے ذہن نشین ہو سکے اور اب تک ادوار اسلامیہ پر ایک طائرانہ نظر بھی ڈالی جا سکے۔ شعر

زباں پہ بار الٰہا یہ کس کا نام آیا
کہ میرے نطق نے بوسے مری زباں کے لیئے

اُمت محمدیہ کے اوصاف حمیدہ کا تذکرہ سبحان اللہ!

ایں خانہ ہمہ آفتاب است

پروردگار عالم ہمنشینان مصطفےٰ کے چہروں اور دلوں پر نظر ڈال کر اپنے محبوب پیغمبر سے یوں خطاب کر رہا ہے۔

تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا۔ سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ (انکی رکوع وسجود میں محویتوں پر نگاہ کر) ان کے قلوب ہر لحظہ خوشنودی پروردگا

کے جویاں ہیں اور کثرتِ عبادت سے دلوں کا تزکیہ اس قدر ہو چکا ہے کہ ظاہری آنکھیں بھی ان کے چہروں پر ملکوتی انوار کی جھلکیں دیکھ سکتی ہیں۔

دوسری جگہ فرمایا۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى الخ (سورۃ حجرات) یہی تو وہ لوگ ہیں جن کو خدائے قدوس نے تقوٰے کے لئے جانچ لیا ہے سورۃ فتح میں فرمایا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْٓا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا (پس اُتارا اللہ تعالیٰ نے اطمینان قلبی اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اور مومنین پر اور لگا رکھا ان کو ادب کی بات پر اور وہی تھے اس کام کے اہل اور لائق اور اللہ تعالیٰ ہر چیز سے خبردار ہے)۔

کیوں نہ وہ قلوب جن کا تزکیہ سید الکونین کی صحبت میں ہو چکا ہو۔ جو دل حب اللہ تعالیٰ اور حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وقف ہوں ان کی پرہیزگاری اور باطنی صداقت پر اللہ تعالیٰ ہی گواہی دے تو مناسب ہے۔ قرآن عزیز نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خادموں کی اور موقعوں پر بھی تعریف بیان فرمائی ہے اور خود حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے ساتھیوں کے صدق و یقین جان نثاری جذبۂ خدمت خلق، باہمی بذل و ایثار مروّت کیشی۔ ذوقِ عبادت۔ حسن معاملت اور دیگر اخلاق حسنہ کو دیکھ کر ارشاد فرماتے ہیں۔ اَصْحَابِیْ كَالنُّجُوْمِ فَبِاَيِّهِمْ اِقْتَدَيْتُمْ اِهْتَدَيْتُمْ (میرے صحابہؓ کی مثال ستاروں کی سی ہے۔ پس جس کسی کی تم پیروی کرو گے۔ ہدایت پاؤ گے۔)

حقیقت ہے۔ اگر آسمانی آفتاب کائنات ارضی کے در و دیوار کو روشن کرتا ہے۔ اور فیاض عالم کہلانے کا مستحق ہے۔ تو محمد مصطفےٰ سرتاج انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم قلوب و ارواح کے لئے آفتاب ہیں۔ اور آپ کے تربیت یافتہ صحابہ کرام آسمان رشد و ہدایت کے نجوم تاباں ہیں۔ جن کی مبارک زندگیاں قیامت تک افراد عالم کے لئے مشعل ہدایت کا کام دیتی رہیں گی کیونکہ یہ وہ مبارک انسان تھے۔ جن کی ولایت کی پرورش بلا واسطہ نبوت کی آغوش میں ہوئی جن کے مشام جان کو گلہائے رسالت نے شام و سحر معطر کیا جنہوں نے آمنہ کے لعل کی پیغمبرانہ زبان سے کلام الٰہی سنا۔ جبرئیل امین کو انسانی شکل میں دیکھا۔ اپنے گناہوں کی بخشش کی اطلاع پائی اور بعضوں نے شافع یوم النشور کی زبان وحی ترجمان سے جنت کی بشارت سنی۔ وہ فاقہ مست وہ عاشقان الٰہی کا مقدس گروہ جن کی دلنوازی کے لئے پیغمبر انس و جان کو ارشاد ہو۔ وشاورھم فی الامر (میرے محبوب اپنے خادموں سے مشورہ کیا کرو) اور جب رسول اکرم سے کفار مکہ نے آ کر تقاضا کیا کہ آپ مسکینوں اور ناداروں کو اپنے پاس سے اٹھا دیا کریں۔ تو ہم بھی آپ کی مجلس میں آ کر بیٹھیں گے تو شاید آپ نے جذبہ تبلیغ کے ماتحت رحمۃ للعالمینی کے تقاضے سے یہ خیال فرمایا ہو کہ تھوڑی دیر تک میں ان ساتھیوں سے جدا ہو کر امراء قریش سے ہمکلام ہو لوں۔ ممکن ہے وہ بھی راہ حق کو قبول کر لیں تو خالق دوجہان نے فوراً جبرئیل امین کو یہ پیغام دے کر بھیجا وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ (الخ سورہ کہف ع ۱۵) (اے میرے محبوب سن لیجئے آپ کو اجازت نہیں ہے کہ آپ ان مخلص بندوں کی محفل کو اپنی غیر حاضری سے چند لمحات کیلئے بھی بے رونق کر دیں۔ جن کی زندگی کے شام و سحر اپنے پروردگار کی یاد کے لئے وقف ہیں اور اس یاد سے فقط اپنے مولا کی خوشنودی کے ہی طالب ہیں۔ میرے محبوب پھر توجہ سے سنئے۔ ان غریب الدیار دیوانوں سے اپنی حسین و جمیل آنکھیں نہ پھیریئے۔ امراء قریش سے اپنی قدسی محفل کو زینت دینے کا ارادہ نہ فرمایئے۔ اور ان لوگوں کی درخواست پر دھیان نہ دیجئے جن کے دل ہماری یاد سے غافل ہیں۔ اور وہ خواہشات کے پیچھے اتنی دُور نکل گئے ہیں کہ اب وہ دائرہ ہدایت میں نہیں آ سکتے۔ اور اس کے بالمقابل صحابہ کرام کے جذبۂ محبت کی ترجمانی ان الفاظ سے کی جا سکتی ہے کہ

ساجن سے جُدا ہو کر جینا کوئی جینا ہے

الغرض! اگر ہزاروں اقطاب و ابدال اکھٹے کئے جائیں تو ایک ادنےٰ صحابی کے درجے کو نہیں پہنچ سکتے۔ کیونکہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے نورانی چہرے پر نگاہیں ڈال کر اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہنے اور کلی زندگی کی ہر مصیبت کے لئے سینہ سپر رہنے کی قدر و قیمت اللہ تعالیٰ کی نگاہوں میں اس قدر زیادہ ہے۔ کہ ہمارے وہم و قیاس میں بھی نہیں آ سکتی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم و رضوا عنہ ہاں ہاں یہی وہ دور سعید تھا۔ جس میں صدیق اکبرؓ کی صدیقیت فاروق اعظمؓ کی دانش نورانی حضرت عثمانؓ کا حلم و حیا۔ سیدنا حیدر کرارؓ کی تحصیل معارف۔ زید بن ثابت اور عبد اللہ بن عمرؓ کی فقاہت دین۔ حسنینؓ کی دوش نشینیاں۔ حضرت بلالؓ حضرت صہیب رومی۔ حضرت سلمانؓ اور حضرت ابوہریرہؓ کی فاقہ مستیاں اور عشق رسولؐ میں جانگدازیاں۔ حضرت ابوذر غفاریؓ کی عارفانہ مجذوبیت حضرت عبدالرحمٰن ابن عوفؓ کی امانت (حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو امین الامت کا لقب عطا فرمایا تھا) عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی فقاہت و سخاوت باقی امہات المومنینؓ کی عفت اور پاکبازیاں اور اسی طرح ہزاروں خوش اختر قدسی نفوس کے پاکیزہ جذبات مکتب رسالت میں تعلیم و تربیت پا رہے تھے۔ اسی سرزمین میں خالدؓ کی سیف اللہی طلحہؓ و زبیرؓ کی جان نثاری۔ شیر خدا کی بے بدل شجاعت اور باقی اہل اسلام کا جذبۂ خدمت خلق۔ بذل و ایثار۔ خوش کلامی۔ تواضع اور حق گوئی و بیباکی اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ کی عملی تفسیر پیش کر رہی تھی۔ یہ دور غلبۂ اسلام کے لحاظ سے آپ اپنی نظیر تھا۔ یہ رہبانیت کا

رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر دبے پاؤں چلتے ہیں اور جب کچھ بے سمجھ لوگ اُن سے اُلجھتے ہیں تو وہ سلام کر کے بات ختم کر دیتے ہیں۔ (۲۵:۶۳)

رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہم سے دوزخ کے عذاب کو دور ہی رکھنا (۲۵:۶۵)

فقدیثہ نہ تھا۔ بلکہ "ظاہری با دلبری پیغمبری است" کا مظہر تھا۔ یہ اسوۂ حسنہ کی ترجمانی کے عملی ایام تھے ؎

یہ اعجاز ہے ایک صحرا نشیں کا
بشیری ہے آئینہ دارِ نذیری

یہاں زندگی کے ہر گوشہ میں زرہ پوشی و دلق پوشی کی جامعیت کے انوار جھلکتے تھے۔ شعر

خوشا وہ دور کہ یثرب مقام تھا اس کا
خوشا وہ وقت کہ دیدار عام تھا اس کا

(اقبال مرحوم)

خیر! دنیا نے اس دور کے درویش خو شاہوں سے لے کر مسکین فطرت گداؤں تک کو دیکھ لیا ہے۔ مگر قیامت تک ان کی مثال نہیں مل سکتی۔

اب زمانہ گزرتا گیا۔ اسلام پہ کئی گردشیں آئیں۔ دین میں موشگافیاں کرنے والوں نے اسرائیلیات، یونانی فلسفہ اور باقی قسم کی چند خرافات کو اسلام میں داخل کرنے کی کوشش کی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آہستہ آہستہ عقائدِ باطلہ نے ظہور کیا۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے زمانے میں خلیفۂ وقت معتصم باللہ کے درباری معتزلہ علماء نے خلقِ قرآن کے مسئلے پر زور دیا اور ہزاروں علماء کے پاؤں میں لغزش آ گئی۔ مگر امامِ زماں حضرت احمد بن حنبلؒ کی استقامت میں شاہی دبدبہ و صولت کی ہرگز پرواہ نہ کی۔ اور القرآن کلام اللہ غیر مخلوق کا نعرہ بلند کیا۔ شاہی دربار میں کوڑوں کی ضربوں کے نیچے اعلان صداقت پر ثابت قدمی دکھائی۔ عین اس وقت جبکہ تازہ دم جلاد آپ پر زد و کوب کر رہے تھے۔ آپ کا تہ بند ڈھیلا ہوا۔ آپ نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر عرض کی۔ یہ سب کچھ تیرے نام پر ہو رہا ہے۔ لہٰذا اب میری بے ستری نہ ہو۔ اس وقت غیب کی طرف ایک ہاتھ نکلا۔ جس نے آپ کی چادر کو تھاما۔ اندازہ کیجئے کہ ہزاروں علماء میں خدائے قدوس نے یہ سعادتِ دارین حضرت امام کی قسمت میں رکھی اور ان کو وہ دل عطا فرمایا۔ جس کو اپنے تجلیات کا مہبط بنایا

نگاہِ عشق دلِ زندہ کی تلاش میں ہے
شکار مردہ سزاوار شہباز نہیں۔

(اقبال مرحوم)

آگے چلیئے تو آپ پر ولایت کی خسروانہ عظمتوں کا جلال اور واضح ہوتا جائے گا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز جیسے درویش خو تاجدار مگر مجدد اوّل حضرت بایزید بسطامیؒ حضرت جنید بغدادیؒ حضرت شیخ المشائخ سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ اور باقی ادوار میں فقہا محدثین، مفسرین، مجتہدین اور مجددِ دین نظر آئیں گے۔ جن کی زندگیوں نے دینِ مصطفےٰ کو ہر زمانے میں حیاتِ نو عطا کی اور اس شجرۃ مبارکۃ کی آبیاری اپنے خونِ جگر سے کرتے رہے۔ ان کے کشف و کرامات کا تذکرہ ہزاروں صفحات پر بکھیرا جا سکتا ہے۔

کوئی خطہ شائد ہی ایسا ہو۔ جہاں اسلام نے ظہور نہ کیا ہو اور اسلام کی برکت سے وہاں انوار ولایت نہ چمکے ہوں اور تو اور سرزمین ہند جو کفر و ظلمت کا ایک مخصوص گھر بنی ہوئی تھی۔ اسلام کی برکت سے اس میں مجدد الف ثانیؒ حضرت علی ہجویریؒ۔ حضرت شاہ ولی اللہ



رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو اپنے رب کے حضور سجدہ کرتے ہوئے اور کھڑے رہ کر راتیں گزار دیتے ہیں۔

(۶۴:۲۵)



اور سید اسمٰعیل شہیدؒ جیسی عظیم المرتبت ہستیوں نے ظہور فرمایا۔ چراغ سے چراغ جلتا گیا۔ اور ماضی قریب میں حضرت مولانا محمد قاسم رحؒ نانوتوی شیخ الہند حضرت محمود الحسن مرحومؒ۔ حضرت محمد انور شاہ مرحوم منصۂ شہود پر تشریف لائے اور اپنی شبانہ روز مساعی جمیلہ سے میدانِ شریعت میں عارفانہ اسالیب سے خدمت دین کرتے رہے۔ اور اب انجام کار حضرت سید الاولیاء المعروف مدنی مرحومؒ کا وقت آیا تو دارالعلوم کی مسندِ اعلےٰ پر اس مردِ حق آگاہ کی جلوہ گری نے وہ ضیا باریاں کیں کہ تمام اقصائے عالم علوم و معارف سے حسب استعداد منور ہو گئے یہ شیخ العرب والعجم خونِ حسنین کے حامل تو تھے ہی۔ اب مدینہ منورہ کی فردوسی فضا میں پرورش پا کر اور دینی تربیت حاصل کر کے یکتائے روزگار بن گئے۔ جہاں ان کا دماغ دینی اسرار و غوامض کے سمجھنے میں لاجواب تھا۔ وہاں ان کا دل اسوۂ حسنہ کی عکس پذیری میں بے نظیر تھا۔ لہٰذا مسجد نبوی کی روحانی فضا میں دماغ نے کتاب و سنّت کے انوار کو اخذ و ضبط کیا تو دل نے اپنی جگہ مشائخ وقت کی ملکوتی صحبت کے علاوہ گنبدِ خضرا کے قدسی سایہ میں رہ کر فیوض رسالت سے جھولیاں بھریں۔ اب مولانا حسین احمد مدنیؒ جامعیت کا تاج سر پر رکھ کر اور شاہی و درویشی کو بغل میں دبائے ہوئے جب ہندوستان تشریف لائے تو برکات ارضی و سماوی اور سعادات تعلیم و تزکیہ کے موکل آپ کے جلو میں تھے۔ روح ہند نے غائۂ نشست خانہ کہہ کہ استقبال کیا انہوں نے اب اپنی انتھک مساعی جمیلہ سے دارالعلوم کے علمی اور عملی وقار کو فروغ جاوداں بخشا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ رازہئے ملکِ بقا اپنی قوتوں سے نہیں۔ بلکہ خدا داد سہاروں سے اپنی زندگی میں کام کرتے رہے الغصہ حضرت مدنیؒ مرحوم اپنی وہبی ہمتوں سے دین حقہ کی خدمت کرتے رہے۔

میں حضرت مدنی مرحوم کا سوانح نگار نہیں ہوں۔ بلکہ میری نظریں تو ان کے مقام ولایت کی رفعت پر ہیں۔ میں اپنے اس مضمون کے انجام پر ایک خواب کا بیان کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ تاکہ قارئین کرام پر مقام مدنیؒ کی عظمتیں اور آشکارا ہو جائیں۔

حضرت مولانا محمد مراد صاحب میرے استاد ہیں۔ زہد و تقوےٰ میں آپ اپنی نظیر ہیں اب تقریباً بوڑھے ہیں۔ جوانی میں مدرسہ دیوبند سے علوم متداولہ کی سند حاصل کی۔ مجھے ایک دن اپنا خواب سنانے لگے۔ فرمایا کہ میں نے ایک نہایت پُرشکوہ دربار دیکھا فرش و فروش آراستگی و پیراستگی بدرجہ اتم موجود تھی۔ اس جگہ کی روحانی کیف بار فضا میں میرا دل فرطِ مسرت سے رقص کر رہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک ملک صورت بزرگ مسند آرا ہیں اور اسٹیج کے سامنے حضرت مدنیؒ اِدھر اُدھر چہل قدمی فرما رہے تھے۔ دیکھتا ہوں کہ اس ملک شمائل بزرگ نے حضرت مدنیؒ کو اپنے پاس نہایت شفقت سے بلایا اور اپنا قلم ان کے حوالے کر دیا۔ میں نے اس وقت کسی سے استفسار کیا کہ یہ بزرگ کون ہے؟ جواب ملا کہ یہ حضرت

رحمٰن کے بندے جب خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول اڑاتے ہیں نہ تنگی اختیار کرتے ہیں بلکہ میانہ روی کرتے ہیں (۶۵:۲۵)

مجدد الف ثانیؒ ہیں۔ اس پر میں فوراً اس نتیجے پر پہنچا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے بعد دورِ حاضرہ کی اصلاح و تربیت کے لئے حضرت مدنیؒ کو یہ منصبِ جلیلہ و رفیعہ تفویض کیا گیا ہے۔

المختصر۔ ہم مقام ولایت کے فضائل احاطہ کرنے سے کلیتہً قاصر ہیں۔ کیونکہ عقل و خرد کی کیا مجال کہ عطیات الٰہی کے علل و اسباب کی ٹوہ لگائے دیکھیے اور حدیث مندرجہ ذیل پر غور فرمایئے۔ کہ یہ بھی اولیائے کرام ہی کا حصّہ ہے

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رُبَّ اَشْعَثَ۔ اَغْبَرَ مَدْفُوْعٍ بِاَبْوَابٍ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰہِ لَاَبَرَّہٗ (رواہ مسلم) — دہت سے ژولیدہ بالوں والے۔ خاک آلود اجسام والے۔ دروازوں سے دھکیلے ہوئے اگر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرکے کسی کام کے متعلق قسم کھا دیں۔ تو وہ کام آن واحد میں پورا ہو کر رہتا ہے۔

حضرات آپ بھول نہ جائیں۔ دلّی کے ایک بادشاہ نے جب اپنے ایک علاقہ میں نہایت بدکار اور ظالم حاکم مقرر کیا۔ تو پانی پت کے ایک بوریا نشین قلندر نے اس کو لکھا تھا۔

باز گیر ایں عاملِ بدگو ہرے ورنہ بخشم ملک تو با دیگرے

اور یہ حقیقت ہے۔

کہ مردِ حق افسونِ ایں دہرِ کہن از دو حرفِ ربی الاعلیٰ شکن

اور یہ بھی مقام ولایت میں سے ایک مقام ہے

بر درِ میکدہ آں مردِ قلندر باشند کہ ستانند و دہند تاج شہنشاہی را

آخر کار خدائے قدوس سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل و کرم سے ہم سب کو اولیائے کرام کی صحبت سے مستفید ہونیکی توفیق ارزاں فرمائے!

رمضان المبارک میں دعاؤں کا قبول ہونا

حاجی کمال الدین مدکس لاہور کارپوریشن

بہت سی روایات میں روزے دار کی دعا کا قبول ہونا وارد ہوا ہے۔ بعض احادیث میں آتا ہے کہ افطار کے وقت دعا قبول ہوتی ہے۔ دراصل یہ تمام کا تمام مہینہ دعا و برکت اور اجابت کا مہینہ ہے۔ ایک روایت میں آتا ہے۔ کہ حق تعالیٰ شانہٗ رمضان المبارک میں عرش اٹھانے والے فرشتوں کو حکم فرما دیتے ہیں کہ اپنی اپنی عبادت چھوڑ دو اور روزہ داروں کی دعا پر آمین کہا کرو۔ بہت سی روایات سے رمضان شریف کی دعا کا خصوصیت سے قبول ہونا معلوم ہوتا ہے اور یہ بے تردد بات ہے کہ جب اللہ کا وعدہ ہے اور سچے رسول کا نقل کیا ہوا ہے تو اس کے پورا ہونے میں کچھ تردد نہیں لیکن اس کے بعد بھی بعض لوگ کسی غرض کے لئے دعا کرتے ہیں۔ مگر وہ کام نہیں ہوتا تو اس سے یہ نہ سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ دعا قبول نہیں ہوئی بلکہ دعا کے قبول ہونے کے معنی سمجھ لینا چاہیئے۔

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ مسلمان جب دعا کرتا ہے۔ بشرطیکہ قطع رحمی یا کسی گناہ کی دعا نہ کرے تو حق تعالیٰ شانہٗ کے یہاں سے تین چیزوں میں سے ایک چیز ضرور ملتی ہے، یا تو خود وہی چیز ملتی ہے جس کی دعا کی ہو، یا اس کے بدلے میں کوئی برائی یا مصیبت اس سے ہٹا دی جاتی ہے یا آخرت میں اسی قدر ثواب اس کے حصہ میں لگا دیا جاتا ہے۔

ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ قیامت کے دن حق تعالیٰ شانہٗ بندہ کو بلا کر ارشاد فرمائیں گے کہ اے میرے بندے میں نے تجھے دعا کرنے کا حکم دیا تھا اور اس کے قبول کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ تو نے مجھ سے دعا مانگی تھی؟ وہ عرض کرے گا کہ مانگی تھی۔ اس پر ارشاد ہوگا کہ تو نے کوئی دعا ایسی نہیں کی جس کو میں نے قبول نہ کیا ہو۔ تو نے فلاں دعا مانگی تھی کہ فلاں تکلیف ہٹا دی جائے میں نے اس کو دنیا میں پورا کر دیا تھا۔ اور فلاں غم کے دفع ہونے کے لئے دعا کی تھی مگر اس کا اثر تجھے کچھ معلوم نہیں ہوا۔ میں نے اس کے بدلہ فلاں اجر اور ثواب متعین کیا۔ حضورؐ ارشاد فرماتے ہیں کہ اس کو ہر ہر دعا یاد کرائی جائے گی۔ اور اس کا دنیا میں پورا ہونا یا آخرت میں اس کا عوض دیا جانا بتایا جائے گا۔ اس اجر و ثواب کو دیکھ کر وہ بندہ اس کی تمنا کرے گا کہ کاش دنیا میں اس کی کوئی بھی دعا پوری نہ ہوئی ہوتی کہ یہاں اس کا اس قدر اجر ملتا۔ غرض دعا نہایت ہی اہم چیز ہے اس کی طرف سے غفلت بڑے سخت نقصان اور خسارہ کی بات ہے اور ظاہر میں اگر قبول کے آثار نہ دیکھیں تو بد دل نہ ہونا چاہیئے۔ یہاں ضروری اور اہم بات قابل لحاظ یہ ہے کہ بہت سے مرد اور بخصوصیت عورتیں اس مرض میں مبتلا ہیں کہ بسا اوقات غصہ اور رنج میں اولاد وغیرہ کو بد دعا دیتے ہیں، یاد رکھیں کہ اللہ جل شانہٗ کے عالی دربار میں بعض اوقات ایسے خاص قبولیت کے ہوتے ہیں کہ جو نکل گیا جاتا ہے۔ یہ احمق غصہ میں اول تو اولاد کو کوستی ہیں اور جب وہ مر جاتی ہے یا کسی مصیبت میں مبتلا ہو جاتی ہے تو پھر روتی پھرتی ہیں اور اس کا ذرا بھی خیال نہیں آتا کہ یہ مصیبت خود ہی اپنی بد دعا سے مانگی ہے۔ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ اپنی جانوں اور اولاد کو نیز مال اور خادموں کو بد دعا نہ دیا کرو۔ مبادا اللہ کے کسی ایسے خاص وقت میں واقع ہو جائے جو قبولیت کا ہے۔ بالخصوص رمضان المبارک کا تمام مہینہ تو بہت ہی خاص وقت ہے۔ اس میں اہتمام کے ساتھ بچنے کی کوشش اشد ضروری ہے۔ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ تین آدمیوں کی دعا رد نہیں ہوتی۔ ایک روزہ دار کی افطار کے وقت۔ دوسرے عادل بادشاہ کی تیسرے مظلوم کی جس کو حق تعالیٰ شانہٗ بادلوں سے اوپر اٹھا لیتے ہیں اور آسمان کے دروازے اس کے لئے کھول دیے جاتے ہیں اور ارشاد ہوتا ہے کہ میں تیری ضرور مدد کروں گا (گو کسی مصلحت سے کچھ دیر ہو جائے) در منثور میں حضرت عائشہ رضؓ سے نقل کیا ہے کہ جب رمضان شریف آتا تھا تو حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ بدل جاتا تھا۔ اور نماز میں اضافہ ہو جاتا تھا اور دعا میں بہت عاجزی فرماتے تھے اور خوف غالب آ جاتا تھا۔ دوسری روایت میں فرماتے ہیں کہ رمضان شریف کے ختم تک بستر پر تشریف نہیں لاتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ رمضان المبارک کی ہر شب و روز میں اللہ کے یہاں سے (جہنم کے) قیدی چھوڑے جاتے ہیں۔ اور ہر مسلمان کے لئے ہر شب و روز میں ایک دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ حضرت عمرؓ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں۔ کہ رمضان المبارک میں اللہ کو یاد کرنے والا شخص بخشا بخشایا ہے اور اللہ سے مانگنے والا نامراد نہیں رہتا۔ ابن مسعودؓ کی ایک روایت سے ترغیب میں نقل کیا ہے۔ کہ رمضان شریف کی ہر رات میں ایک منادی پکارتا ہے کہ اے خیر کے تلاش کرنے والے متوجہ ہو اور آگے بڑھ اور اے برائی کے طلبگار بس کر اور آنکھیں کھول۔ اس کے بعد وہ فرشتہ کہتا ہے۔ ہے کوئی مغفرت کا چاہنے والا کہ اسکی مغفرت کی جائے۔ کوئی توبہ کرنے والا ہے کہ اس کی توبہ قبول کی جائے۔ کوئی دعا کرنے والا ہے کہ اس کی دعا قبول کی جائے۔ کوئی مانگنے والا ہے کہ اس کا سوال پورا کیا جائے۔ اس سب کے بعد یہ امر بھی نہایت ضروری اور قابل لحاظ ہے کہ دعا کے قبول ہونے کے لئے کچھ شرائط بھی وارد ہوئی ہیں کہ ان کے فوت ہونے سے بسا اوقات دعا رد کر دی جاتی ہے۔ منجملہ ان کے حرام غذا ہے کہ اسکی وجہ سے بھی دعا رد ہو جاتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ بہت سے پریشان حال آسمان کی طرف ہاتھ کھینچ کر دعا مانگتے ہیں اور یارب یارب کرتے ہیں۔ مگر کھانا حرام پینا حرام۔ لباس حرام ایسی حالت میں کہاں دعا قبول ہو سکتی ہے

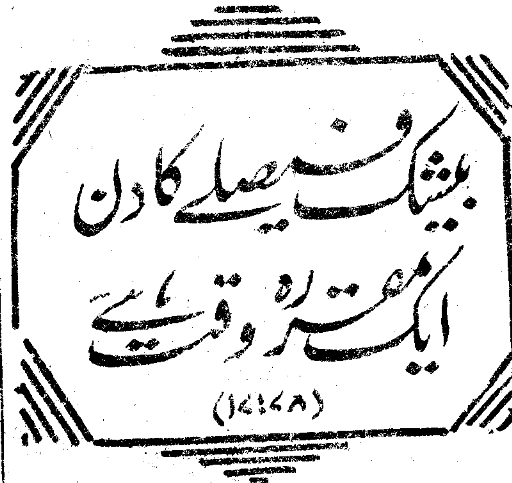
بقیہ شب قدر صفحہ ۸ سے آگے

ابن عباسؓ کی ایک حدیث میں ہے۔ کہ شب قدر میں فرشتے حضرت جبرئیلؑ کے کہنے سے منتشر ہو جاتے ہیں اور کوئی گھر چھوٹا بڑا جنگل یا کشتی ایسی نہیں ہوتی۔ جس میں کوئی مومن ہو اور وہ فرشتے مصافحہ کرنے کے لئے وہاں نہ جاتے ہوں لیکن اس گھر میں داخل نہیں ہوتے۔ جس میں کتا یا سور ہو یا حرامکاری کی وجہ سے جنبی یا تصویر ہو۔" (غالیہ المواعظ)

مسلمانوں کے کتنے گھر ایسے ہیں۔ جن میں خیالی زینت کی خاطر تصویریں لٹکائی جاتی ہیں اور اللہ کی اتنی بڑی نعمت اور رحمت سے اپنے ہاتھوں اپنے کو محروم کرتے ہیں۔ تصویر لٹکانے والا ایک آدھ ہوتا ہے۔ مگر اس گھر میں رحمت کے فرشتوں کے داخل ہونے سے روکنے کا سبب بن کر سارے ہی گھر کو اپنے ساتھ محروم رکھتا ہے۔ شب قدر کونسی رات ہے اس کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرماتی ہیں۔ کہ شب قدر کو رمضان کے اخیر عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کیا کرو جمہور علماء کے نزدیک اخیر عشرہ اکیسویں رات سے شروع ہوتا ہے۔ چاہے مہینہ ۲۹ کا ہو یا ۳۰ کا۔ اس حساب سے حدیث بالا کے مطابق شب قدر کی تلاش ۲۱ ـ ۲۳ ـ ۲۵ ـ ۲۷ ـ ۲۹ راتوں میں کرنا چاہیئے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودرضؓ کا ارشاد ہے کہ جو شخص تمام سال رات کو جاگے۔ وہ شب قدر پا سکتا ہے (یعنی شب قدر تمام سال میں دائر رہتی ہے بہر حال ہر شخص کو اپنی ہمت اور وسعت کے موافق تمام سال اس کی تلاش میں سعی کرنی چاہیئے۔ اگر یہ مشکل ہو۔ تو رمضان کے عشرۂ اخیرہ کو غنیمت سمجھے اتنا بھی نہ ہو سکے تو عشرہ اخیرہ کی طاق راتوں کو ہاتھ سے نہ دینا چاہیئے۔ اگر خدا نخواستہ یہ بھی نہ ہو سکے تو ستائیسویں شب کو تو بہر حال غنیمت بارده سمجھنا ہی چاہیئے۔ کہ اگر تائید ایزدی شامل حال ہے اور کسی خوش نصیب کو میسر ہو جائے تو پھر تمام کی نعمتیں اور راحتیں اس کے مقابلہ میں ہیچ ہیں۔ لیکن اگر میسر نہ بھی ہو تب بھی اجر سے خالی نہیں۔ بالخصوص مغرب عشا کی نماز باجماعت

مسجد میں ادا کرنے کا اہتمام تو ہر شخص کو تمام سال بہت ہی ضرور ہونا چاہیئے۔ کہ اگر خوش قسمتی سے شب قدر کی رات میں یہ دو نمازیں جماعت سے میسر ہو جائیں تو کس قدر با جماعت نمازوں کا ثواب ملے۔ صوفیہ نے لکھا ہے کہ شب قدر میں ہر چیز سجدہ کرتی ہے۔ حتیٰ کہ درخت زمین پر گر جاتے ہیں اور پھر اپنی جگہ پر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا۔ کہ یا رسول اللہؐ اگر مجھے شب قدر کا پتہ چل جائے تو کیا دعا مانگوں تو حضورؐ نے یہ دعا ارشاد فرمائی

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ ــ **ترجمہ** ۔ اے اللہ بے شک تو معاف کرنے والا ہے ۔ اور پسند کرتا ہے ۔ معاف کرنے کو ۔ پس



معاف فرما دے مجھ سے بھی) آخر میں اس عاجز کی استدعا ہے۔ کہ اگر دعا میں اس ناکارہ کو بھی یاد فرما لیں تو بہت بڑا احسان ہوگا۔ کیونکہ اس سیہ کار کے پلے سوائے حسرت اور آرزو کے کچھ بھی نہیں

از گنج مقصود ترا دادیم نشاں
گرچہ ما نرسیدہ ایم شاید تو برسی

نماز مترجم مفت

جن مدارس اسلامیہ میں قرآن مجید پڑھایا جاتا ہے یا پرائمری سکولوں کے ہیڈ ماسٹر صاحبان جو بچوں کو نماز با ترجمہ پڑھانا چاہتے ہیں۔ وہ ہم سے جتنے نسخے طلب کریں محصولڈاک آنے پر مفت بھیجے جائیں گے۔ فی نماز مترجم محصولڈاک ا

ناظم انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

بقیہ ذکر الٰہی صفحہ ۹ سے آگے۔

دولت ہمیشہ ساتھ دینے والی چیز نہیں۔ اس لئے ذکر الٰہی اُن سے افضل ہے۔ کاش ہم سبق آموز ہو کر صحیح راستہ اختیار کریں ؎

چہ روزہا کہ بشب رفت در ہوا و ہوس
شبی بروز کن آخر بذکر شکر و نماز
(سعدیؒ)

مال و دولت سے وہ سرور حاصل نہیں ہو سکتا جو سرور ذکر الٰہی سے ملتا ہے۔ ہمیں اس حدیث سے سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ جتنا ملے اس پر شاکر رہ کر یاد الٰہی کو نہ بھولنا چاہیئے۔ کسی شاعر نے کیا ہی خوب فرمایا ہے ؎

جمعی بہ تمنائے زر و مال خوش اند
خلقی بہ تماشائے خط و خال خوش اند
بیدل ہمہ را بحال بدمی بیند
خوش حال کسانیکہ بہرحال خوش اند

حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نفحات الانس میں مال و زر کی طرف التفات نہ کرنے کا ایک واقعہ امام قشیریؒ کے ابتدائی ایام کا بیان فرماتے ہیں کہ گھر کی کھڑکی کے لئے آپ کو پتھروں کی ضرورت تھی۔ آپ جس پتھر کو اٹھاتے۔ وہ اللہ تعالےٰ کے حکم سے گوہر بن جاتا اور وہ ان کو پھینکتے رہے اور یہ اس لئے کہ آپ کے استغنا کا یہ حال تھا۔ پتھر اور گوہر آپ کے نزدیک دونوں یکساں تھے۔ بلکہ گوہر زیادہ بے قدر تھے۔ کیونکہ آپ کو گوہر کی تلاش ہرگز نہ تھی۔ اس وقت پتھر کی ضرورت تھی۔

(باقی دارد)

جن لوگوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا وہ بڑے ہی بدبخت ہیں ۹۰/۱۹

بعث بعد الموت

از جناب ایم عبد الرحمٰن صاحب (لدھیانوی) بی اے۔ بی۔ ٹی پرنسپل عثمانیہ کالج شیخوپورہ

قسط دوم

نظائرِ احیاءِ موتےٰ (۳)

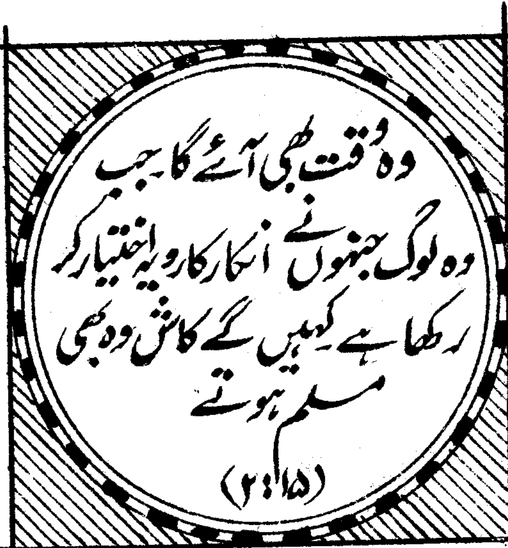
رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی الخ (پ۳ ع ۲)

(ترجمہ) (ابراہیمؑ نے کہا) اے میرے پروردگار! مجھ کو دکھلا کیونکر تو مردوں کو زندہ کریگا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ کیا تو نے یقین نہیں کیا۔ کہا کیوں نہیں۔ لیکن اس واسطے چاہتا ہوں کہ میرے دل کو تسکین ہو جائے۔ اللہ نے فرمایا۔ چار پرندے پکڑ لے۔ اُن کو اپنے ساتھ ہلالے۔ پھر ہر پہاڑ پر ان کے بدن کا ایک ایک ٹکڑا رکھ دے۔ پھر اُن کو بُلا تو وہ تیرے پاس دوڑتے ہوئے چلے آئینگے۔

حضرت ابراہیمؑ حسب ارشادِ الٰہی چار پرندے لائے (۱) مُرغ (۲) مور (۳) کوّا (۴) کبوتر۔ اور چاروں کو اپنے ساتھ ہلا لیا۔ تاکہ پہچان رہے اور بُلانے سے آنے لگیں۔ پھر چاروں کو ذبح کیا۔ پھر ایک پہاڑ پر چاروں کے سر رکھے۔ دوسرے پر پَر رکھے اور تیسرے پر سب کے دھڑ اور چوتھے پر پاؤں رکھے۔ بیچ میں کھڑے ہو کر پہلے ایک کو پکارا۔ اس کا سر آ کر ہوا میں کھڑا ہوا۔ پھر دھڑ ملا۔ پھر پر لگے۔ پھر پاؤں۔ وہ دوڑتا چلا آیا۔ پھر اسی طرح چاروں آ گئے۔ یہاں دو خلجان گزرنے کا قوی احتمال ہے۔ اول تو جسم بے جان۔ متفرق اجزاء کا زندہ ہونا قابل انکار۔ دوسرے ان خصوصیات کو کہ وہ پرندے ہوں اور چار بھی ہوں اور اس طرح ان کے اجزاء کو متفرق کر کے بلایا جائے تو زندہ ہو کر دوڑتے ہوئے چلے آئیں گے اس کا کوئی دخل اور ان قیود کا کوئی نفع معلوم نہیں ہوتا۔ اس لئے اول خلجان کے جواب میں عزیز اور دوسرے کے جواب میں حکیم فرما کر دونوں شبہوں کا قلع و قمع فرما دیا۔ یعنی اس کو خوب سمجھ لو کہ اللہ تعالےٰ زبردست قدرت والا ہے۔ جو چاہے۔ کر سکتا ہے اور اس کے ہر حکم میں اس قدر حکمتیں ہوتی ہیں۔ کہ جن کا ادراک اور احاطہ اگر ہم کو نہ ہو۔ تو یہ ہماری کم علمی کی بات ہے۔ اس کی حکمت کا انکار ایسے امور سے ہرگز ممکن نہیں۔

(۴) فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰی (پ۱ ع ۹) ترجمہ۔ پھر ہم نے کہا کہ اس مردے کو گائے کا ایک ٹکڑا مارو۔ اسی طرح زندہ کریگا اللہ تعالےٰ مُردوں کو۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ اے یہودیو! تمہارے اگلے بزرگوں نے ایک شخص عامیل نامی کو جان سے مار ڈالا تھا۔ پھر وہ ایک دوسرے پر الزام دھرنے لگے اور تم اس خون کو ضعفِ ایمانی کی وجہ سے چھپاتے تھے اللہ تعالےٰ اس کو ظاہر کرنا چاہتا تھا تو اللہ تعالےٰ نے اُن کو ایک گائے ذبح کرنے کا حکم دیا۔ جب گائے کے گوشت کا ایک ٹکڑا مقتول کی لاش پر مارا گیا۔ تو وُہ بحکمِ الٰہی زندہ ہو گیا اور لہو زخم سے بہنے لگا اور اس نے اپنے قاتل کا نام بتا دیا۔ جو اُسی مقتول کے بھتیجے تھے۔ اُنھوں نے مال کی طمع میں چچا کو جنگل میں لے جا کر قتل کر ڈالا تھا۔ پھر وُہ اُن کا نام بتا کر گر پڑا اور مر گیا۔



اسی طرح اللہ قیامت کے دن مردوں کو زندہ کریگا۔

(۵) وَاِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰی لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ۝ ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ (پ۱ ع ۶) ۔ ترجمہ۔

اور جب تم نے کہا۔ اے موسٰےؑ ہم ہرگز یقین نہ کرینگے تیرا جب تک کہ نہ دیکھ لیں اللہ کو سامنے۔ پھر آلیا تم کو بجلی نے اور تم دیکھ رہے تھے۔ پھر اٹھا کھڑا کیا ہم نے تم کو مر گئے پیچھے تاکہ تم احسان مانو۔

اس وقت کو بھی ضرور یاد کرو۔ کہ باوجود اس قدر احسانات کے جب تم نے کہا تھا کہ اے موسےٰؑ! ہم ہرگز تمہارا یقین نہیں کرینگے کہ یہ اللہ کا کلام ہے جب تک آنکھوں سے صریحًا خدا تعالےٰ کو نہ دیکھ لیں۔ اس پر بجلی نے تم کو ہلاک کیا۔ اُس کے بعد موسےٰؑ کی دُعا سے ہم نے تم کو زندہ کیا۔ اور یہ اس وقت کا حال ہے۔ کہ حضرت موسےٰؑ ستر آدمیوں کو منتخب کر کے کوہ طور پہ کلامِ الٰہی سُننے کی غرض سے لے گئے تھے۔ پھر جب اُنھوں نے کلامِ الٰہی کو سُنا۔ تو اُنہی ستر نے کہا۔ اے موسےٰؑ۔ پردہ میں سننے کا ہم اعتبار نہیں کرتے آنکھوں سے خدا کو دکھاؤ۔ اس پر ان ستر آدمیوں کو بجلی نے ہلاک کر دیا تھا۔ نیچے سے سخت بھونچال آیا اور اس سے بجلی کی کڑک ہوئی۔ آخر کانپ کر مر گئے۔ موسےٰ علیہ السّلام نے کہا۔ خداوندا! اگر تو ہلاک کرنا ہی چاہتا تھا تو ان سب کو بلکہ ان کے ساتھ مجھ کو بھی۔ کہ میں ہی ان کو لے کر آیا تھا۔ یہاں بلانے اور کلام سُنانے سے پہلے ہی ہلاک کر دیتا۔ کس کی مجال تھی کہ آپ ان کی مشیّت کو روک سکتا۔ جب آپ نے ایسا نہیں چاہا بلکہ مجھ کو لانے کی اور ان کو کلامِ الٰہی سننے کے لئے یہاں آنے کی اجازت دی۔ تو یہ کیسے گمان کیا جا سکتا ہے۔ کہ اپنے یہاں بلا کر بعض بعض بیوقوفوں کی حماقت کی سزا میں ہم سب کو ہلاک کر دینا چاہیں۔ یقینًا یہ رجفہ اور صاعقہ کا منظر سب آپ کی طرف سے ہماری آزمائش و امتحان ہے۔ اور ایسے سخت امتحانات میں ثابت قدم رکھنا یا نہ رکھنا بھی آپ ہی کے قبضہ میں ہے۔ اس قسم کے خطرناک اور مزلّ الاقدام مواقع میں آپ ہی ہمارے تھامنے اور دستگیری کرنے والے ہیں۔ اور صرف آپ کی ہی ذات منبع الخیرات سے یہ امید ہو سکتی ہے۔ کہ ہم سب کی گزشتہ تقصیرات اور بے اعتدالیوں سے درگزر فرمائیں اور آئندہ اپنی رحمت سے ایسی خطاؤں اور غلطیوں کا شکار ہونے دیں۔ حضرت موسےٰؑ کی اس دُعا پر وُہ لوگ بخشے گئے اور خدا نے اُن کو از سرِ نو زندگی بخشی۔

۶ اصحابِ کہف کا قصہ

کہتے ہیں کہ یہ چند نوجوان روم کے کسی ظالم و جابر بادشاہ کے عہد میں تھے جس کا نام بعض نے دقیانوس بتلایا ہے۔ بادشاہ سخت غالی بت پرست تھا اور جبر و اکراہ سے بُت پرستی کی اشاعت کرتا تھا۔ عام لوگ سختی اور تکلیف کے خوف اور چند روزہ دنیوی منافع کی طمع سے اپنے مذاہب کو چھوڑ کر بت پرستی اختیار کرنے لگے۔ اس وقت چند نوجوانوں کے دلوں میں جن کا تعلق عمائدِ سلطنت سے تھا۔ خیال آیا کہ ایک مخلوق کی خاطر خالق کو ناراض کرنا ٹھیک نہیں۔ اُن کے دل خشیتِ الٰہی اور نورِ تقوےٰ سے بھرپور تھے حق تعالےٰ نے صبر و استقلال اور توکّل و تبتّل کی دولت سے مالامال کیا تھا۔ بادشاہ کے روبرو جا کر بھی اُنھوں نے لَنْ نَّدْعُوَا مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَاۤ اِذًا شَطَطًا کا نعرۂ مستانہ لگایا اور بیانی جرأت و استقلال کا مظاہرہ کر کے دیکھنے والوں کو مبہوت و حیرت زدہ کر دیا۔ بادشاہ کو کچھ اُن کی نوجوانی پر رحم آیا اور کچھ دوسرے مشاغل و مصالح مانع ہوئے کہ انہیں فورًا قتل کرے

اپنے پروردگار کی نعمتوں کا ذکر کرتے رہیئے۔ (۱۱:۹۴)۔

چند روز کی مہلت دی کہ وہ اپنے معاملہ میں غور و نظرِ ثانی کر لیں۔ انہوں نے مشورہ کر کے طے کیا۔ کہ ایسے فتنہ کے وقت جب کہ جبر و تشدد سے عاجز ہو کر قدم ڈگمگا جانے کا بہر حال خطرہ ہے۔ مناسب ہو گا۔ کہ شہر کے قریب کسی پہاڑ میں روپوش ہو جائیں۔ اور واپسی کے لئے مناسب موقع کا انتظار کریں۔ دعا کی کہ خداوندا! تو اپنی خصوصی رحمت سے ہمارا کام بنا دے اور رُشد و ہدایت کی جادہ پیمائی میں ہمارا سب کام درست کر دے۔ آخر شہر سے نکل کر کسی قریبی پہاڑ میں پناہ لی۔ اور اپنے میں سے ایک کو مامور کیا۔ کہ بھیس بدل کر کسی وقت شہر میں جایا کرے تاکہ ضروریات خرید کر لا سکے اور شہر کے احوال و اخبار سے سب کو مطلع کرتا رہے۔ جو شخص اس کام پر مامور تھا۔ اس نے ایک روز اطلاع دی کہ آج شہر میں سرکاری طور پر ہماری تلاش ہے۔ اور ہمارے اقارب و اعزہ کو مجبور کیا جا رہا ہے کہ ہمارا پتہ بتلائیں۔ یہ مذاکرہ ہو رہا تھا۔ کہ حق تعالےٰ نے ان سب پر دفعۃً نیند طاری کر دے۔ کہا جاتا ہے۔ سرکاری آدمیوں نے بہت تلاش کیا۔ پتہ نہ لگا۔ تھک کر بیٹھ رہے۔ اور بادشاہ کی رائے سے ایک سیسہ کی تختی پر ان نوجوانوں کے نام اور مناسب حالات لکھ کر خزانہ میں ڈال دئے گئے۔ تاکہ آنے والی نسلیں یاد رکھیں کہ ایک جماعت حیرت انگیز طریقہ سے لاپتہ ہو گئی ہے۔ ممکن ہے۔ آگے چل کر اس کا کچھ سراغ نکلے۔ اور بعض عجیب واقعات کا انکشاف ہو۔ قدرت نے اُن کو غار میں ایسی تھپکی دی۔ کہ برسوں غار میں پڑے سوتے رہے۔ اِدھر اُدھر کی کوئی خبر اُن کے کانوں میں نہیں پڑتی تھی۔ قرآن نے تین سو نو سال کا عرصہ ان کی نیند کا بتایا ہے۔ اتنے عرصہ کے بعد حق تعالےٰ نے ان کو جگا دیا۔ جس طرح سے اتنی لمبی نیند سلایا تھا۔ اسی طرح بروقت جگا دیا۔ اُٹھے تو آپس میں مذاکرہ کرنے لگے کہ ہم کتنی دیر سوئے ہونگے بعض نے کہا۔ ایک آدھ دن۔ یعنی بہت کم۔ دوسرے بولے کہ اس بے فائدہ بحث میں پڑنے سے کیا فائدہ؟ یہ تو خدا ہی کے علم میں ہے کہ ہم کتنی مدت سوئے۔ اب تم اپنا کام کرو۔ ایک آدمی کو یہ روپیہ دے کر شہر بھیجو کہ وہ کسی دکان سے حلال اور ستھرا کھانا دیکھ کر خرید لائے۔ یہ ضروری ہے کہ اسے نہایت ہوشیاری سے جانا آنا اور نرمی اور تدبیر سے معاملہ کرنا چاہئیے۔ کہ کسی شہر والے کو ہمارا پتہ نہ لگے۔ ورنہ بڑی سخت خرابی ہو گی۔ اگر ظالم بادشاہ کو پتہ چل گیا۔ تو ہم کو یا سنگسار کیا جائیگا یا بہ جبر و اکراہ دین حق سے ہٹایا جائیگا۔ العیاذ باللہ۔ ایسا ہُوا تو جو اعلےٰ کامیابی و فلاح ہم چاہتے ہیں۔ وہ کبھی حاصل نہ ہو سکے گی۔ کیونکہ دین حق سے پھر جانا گو بہ جبر و اکراہ ہو۔ اولوالعزم مومنین کا کام نہیں ہو سکتا۔ ایک ان میں سے روپیہ لے کر شہر میں داخل ہُوا۔ وہاں سب چیز اوپری دیکھی۔ اس مدّت میں کئی قرن بدل چکے تھے۔ شہر کے لوگ اس روپے کا سکہ دیکھ کر حیران ہوئے کہ کس بادشاہ کا نام ہے اور کس عہد کا ہے۔ سمجھے کہ اس شخص نے کہیں سے پُرانا گڑا ہُوا مال پا لیا ہے۔ شدہ شدہ معاملہ بادشاہ تک پہنچا۔ اس نے وہ پُرانی تختی طلب کی جس پر چند نام اور پتے لکھے تھے۔ کہ یہ لوگ دفعۃً نامعلوم طریقے سے فلاں سن میں غائب ہو گئے ہیں۔ تحقیق سے ثابت ہو گیا۔ کہ یہ وہی مفقود الخبر جماعت ہے۔ اُس وقت شہر میں **بعث بعد الموت** کے متعلق بڑا جھگڑا ہو رہا تھا۔ کوئی کہتا تھا کہ مرنے کے بعد جینا نہیں۔ کوئی کہتا تھا کہ محض روحانی بعث ہے جسمانی نہیں کوئی معاد روحانی و جسمانی دونو کا قائل تھا۔ بادشاہِ وقت حق پرست اور منصف تھا۔ چاہتا تھا کہ ایک طرف کی کوئی ایسی نظیر ہاتھ لگے۔ جس سے سمجھانے میں آسانی رہے۔ اور استبعادِ عقلی کم ہو۔ اللہ تعالےٰ

تو کیا یہ لوگ قرآن پر غور و فکر نہیں کرتے۔ یا اُن کے دلوں پر قفل پڑے ہوئے ہیں؟



نے یہ نظیر بھیج دی۔ آخر منکرینِ آخرت بھی یہ حیرت انگیز ماجرا دیکھنے، سننے کے بعد آخرت پر یقین لائے۔ یہ نظارہ خاص طور پر ان کی طبائع پر اثر انداز ہُوا۔ سمجھے کہ حق تعالےٰ نے ہم کو تنبیہ دی ہے کہ یہ قصہ بھی دوسری بار جینے سے کم نہیں۔
(پ ۱۵۔ ع ۱ و ۲ سورۂ کہف)

خلاصہ حضرت شاہ عبد القادر صاحبؒ لکھتے ہیں۔ "اس جہان میں بہت باتوں کا شبہ رہا۔ کسی نے اللہ کو مانا اور کوئی منکر رہا۔ تو دوسرا جہان ہونا لازم ہے۔ کہ جھگڑے تحقیق ہوں۔ سچ اور جھوٹ جُدا ہو اور مطیع و منکر اپنا کیا پائیں۔ پھر مردوں کو دوبارہ زندہ کر دینا کیا مشکل ہے۔ اللہ تعالےٰ کے ارادے سے ایک سیکنڈ کے لئے بھی مُراد کا تخلّف نہیں ہو سکتا۔ ارادہ کے بعد مُراد نہایت سہولت و سرعت سے فوراً واقع ہو جاتا ہے۔ اور کوئی شے مانع اور مزاحم نہیں ہو سکتی۔ سلسلۂ مجازات یعنی طاعت و معصیت کا پورا نتیجہ ظاہر کرنے کے لئے بعث بعد الموت ضروری ہے۔ بہت سے خدا کے وفادار بندے مصائب و شدائد جھیلتے ہوئے دُنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں۔ کیا ان کی قربانیاں ضائع کی جا سکتی ہیں؟ ہرگز نہیں۔ جن لوگوں نے حق کی حمایت اور خدا کی رضا جوئی کے لئے ظالموں کی سختیاں برداشت کیں اور انواع و اقسام کے ظلم و ستم اُٹھائے۔ حتےٰ کہ مجبور ہو کر گھر بار، خویش و اقارب اور عزت و راحت سب چیزوں کو خدا کے راستے میں تج دیا۔ ان کی محنت و وفاداری کا صلہ یقیناً مل کر رہیگا۔ اوّل تو ان میں سے جو جیتے بچینگے۔ دنیا ہی میں اپنی قربانیوں کا تھوڑا سا پھل چکھ لینگے۔ یعنی گھر چھوڑنے والوں کو بہترین ٹھکانا دیا جائیگا۔ گھر سے اچھا گھر۔ وطنی بھائیوں سے بڑھ کر دردمند بھائی۔ روزی سے بہتر روزی۔ عزّت سے زیادہ عزّت ملے گی۔ بلکہ وطن سے نکالنے والوں پر غالب، دنیا کے حاکم اور پرہیزگاروں کے امام بن جائینگے۔ پھر اس سب کے بعد جو بلند مقامات اور عظیم الشان مراتب آخرت میں ملیں گے۔ ان کا تو اندازہ بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اگر وہاں کے اجر و ثواب کا پورا یقین ہو جائے۔ تو دوسرے لوگ بھی جو ہجرت کی سعادت سے محروم ہیں۔ تمام گھر بار چھوڑ کر خدا کے راستے میں نکل کھڑے ہوں۔

لوگ دنیوی زندگی کی ظاہری سطح کو جانتے ہیں یہاں کی آسائش و آرائش۔ کھانا، پینا، پہننا، اوڑھنا، بونا، جوتنا، پیسہ کمانا، مزے اُڑانا۔ بس یہی ان کے علم کی جولانگاہ ہے۔ اس کی خبر ہی نہیں کہ اس زندگی کی تہ میں ایک دوسری زندگی کا راز چھپا ہُوا ہے۔ جہاں پہنچ کر اس دُنیوی زندگی کے بھلے بُرے نتائج سامنے آئینگے۔ لہٰذا ایک وعدہ مقررہ پر یہ عالم فنا ہو گا۔ دوسرا عالم اس کے نتیجہ کے طور پر قائم کیا جائیگا۔

بیشک تمہارے رب کی پکڑ بہت سخت ہے۔ (۱۲:۸۵) 6

بچوں کا صفحہ

روزہ کے فوائد

از ماسٹر قاضی عبدالحفیظ مبارک پوری کالونی مڈل سکول رحیم یار خان

عزیز بچو! نماز کے بعد روزہ کا نمبر آتا ہے۔ یہ دوسری عبادت ہے جو اللہ تعالےٰ نے ہم تمام پر فرض کی ہے۔ روزے سے مراد یہ ہے کہ صبح سے شام تک آدمی کھانے پینے سے پرہیز کرے۔

روزہ مسلمانوں پر اس لئے فرض ہوا ہے۔ تاکہ وہ ہر قسم کی نافرمانی سے بچ کر اللہ تبارک تعالیٰ کے صادق و خالص عبادت گزار بندے بن جائیں۔

اللہ تعالیٰ نے رمضان المبارک کے مقدس و متبرک مہینہ میں قرآن حکیم کو نازل فرمایا۔ اس پاک کلام کی یاد میں روزہ مسلمانوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے تاکہ مسلمان نیک دل نیک نیت نیک زبان اور نیک نظر ہوکر اللہ کو یاد کریں۔ حدیث شریف میں روزے کا بڑا ثواب آیا ہے۔

روزہ کے فوائد

(۱) اللہ تعالےٰ کے نزدیک روزہ دار کا بڑا رتبہ ہے۔

(۲) روزہ مسلمان کو ہر قسم کی برائی۔ گالی جھوٹ۔ فریب اور غلیبت سے بچاتا ہے۔

(۳) روزہ مسلمان کو اخلاقی اور روحانی طور پر بہت بلند کر دیتا ہے۔

(۴) روزہ مسلمان کو خوددار بنا دیتا ہے۔

(۵) روزہ مسلمان کو ثابت قدم بنا دیتا ہے

(۶) روزہ مسلمان کو مستقل مزاج بنا دیتا ہے

(۷) روزہ مسلمان کو صادق القول بنا دیتا ہے

(۸) روزہ مسلمان کو تکالیف و مصائب پر غالب آنے والا بنا دیتا ہے۔

(۹) روزہ سے مسلمان کو جہاد کے دن بھوکا رہ کر بھی قلعے فتح کرنے کی مشق ہوجاتی ہے

(۱۰) رمضان کے مہینے میں جہاد فرض ہوا مسلمانوں نے روزے رکھ کر بدر اور مکہ کی فتوحات حاصل کریں۔

(۱۱) روزے سے انسان کی صحت درست ہوجاتی ہے۔

(۱۲) روزہ ایک لمبی مدت تک شریعت کے احکام کی لگاتار اطاعت کراتا ہے۔

(۱۳) روزہ سے مسلمانوں میں انسیت، الفت محبت، اخوت، مساوات، ہمدردی، خیر خواہی، عجز و انکساری پیدا ہو جاتی ہے۔

(۱۴) نبی کریم ؐ نے فرمایا کہ روزہ دار کے منہ سے جو بو نکلتی ہے وہ اللہ کے نزدیک مشک سے زیادہ محبوب ہے۔

(۱۵) سرکار دوعالم نے فرمایا جس نے رمضان المبارک کے روزے ایمان اور یقین کے ساتھ رکھے۔ اس کے پہلے گناہ معاف کر دیے گئے۔

> اے ایماندارو لبیک کہو اللہ اور رسولؐ کی پکار پر جب وہ تمہیں اُس چیز کیلیے بلائیں جو تمھیں زندگی بخشتی ہے
>
> ۲۴:۸

یہ روزہ بھی دین اسلام کا بڑا رکن ہے جو کوئی رمضان کے روزے نہ رکھے گا بڑا گناہ ہوگا اور اس کا دین کمزور ہو جائے گا۔

روزہ کن لوگوں پر فرض نہیں

مسافر، بیمار، نابالغ بچہ، حاملہ عورت، دودھ پلانے والی عورت حیض و نفاس والی عورت، انتہائی بھوکا شخص جسے مرجانے کا خوف ہو۔ مسافر سفر کے بعد بیمار بیماری کے بعد، عذر والے عذر کے بعد روزہ قضا کریں، روزہ کی قضا معاف نہیں ہے۔ (قضا کے معنی دوبارہ روزہ رکھنا)

روزہ کی نیت

روزہ کی نیت محض دل میں کر لینا کافی ہے۔ اگر یہ الفاظ کہیں تو بہتر ہے اَللّٰھُمَّ بِصَوْمِ غَدًا نَوَیْتُ (ترجمہ) اے اللہ میں کل کے روزے کی نیت کرتا ہوں۔ روزہ رکھنے کے لئے صبح صادق سے پہلے کھانا کھانا سنت ہے اسے سحری کہتے ہیں۔ اور سورج غروب ہونے پر روزہ کھولنے کو افطار کہتے ہیں۔

افطار کی نیت

یہ ہے:۔ اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ۔ ترجمہ اے اللہ تیرے لئے روزہ رکھا۔ تجھ پر ایمان لایا اور تیرے رزق سے روزہ افطار کرتا ہوں

روزہ کے مکروہات

(۱) کسی چیز کو زبان سے چکھنا (عورت کے لئے ضرورت کے وقت جائز ہے) (۲) تھوک کو بار بار نگلنا (۳) غیبت کرنا (۴) گالی دینا اور بری نظر سے دیکھنا (۵) کوئی چیز منہ میں چبانا۔

روزہ جن چیزوں سے نہیں ٹوٹتا

(۱) سرمہ لگانا۔ (۲) خوشبو لگانا (۳) بدن پر تیل ملنا (۴) بھولے سے کچھ کھا پی لینا (۵) مسواک کرنا (۶) غسل کرنا (۷) دھوئیں کا حلق میں جانا۔

عزیز بچو! رمضان المبارک کے مقدس مہینہ کی برکات سے پورا استفادہ حاصل کرو بصد شوق و رغبت روزے رکھو۔ روزہ کو بوجھ تصور نہ کرو۔ روزہ رکھ کر مت توڑو سخت گناہ ہے۔ اس واجب الاحترام مہینہ کا پورا احترام کرو۔ فضولیات سے احتراز کرو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت دے۔ آمین

جوانی میں عدم کے واسطے سامان کر غافل
مسافر شب سے اٹھتے ہیں جو جانا دور ہوتا ہے

مسلم بچے کا گیت

از سعید اختر حمید سکھر

مسلماں کے گھر خدا نے اُتارا
بنایا ہمیں اُمتی مصطفےٰؐ کا
اطاعت ہر ماں باپ کی فرض ہم پہ
کتاب خدا بس ہماری ہے رہبر
نمازیں پڑھیں کیوں نہ ہم پنجگانہ
کیا فرض خالق نے سر کا جھکانا
فجر کو اٹھو تو پڑھو پہلے قرآں
بڑی سے بڑی ہوگی مشکل بھی آساں
جو احکام حق کو نہ بھولوگے بچو
ہمیشہ پھلو اور پھولوگے بچو
محبت سے مل جل کے سب کام کرنا
نصیحت ہے میری کہ ہرگز نہ لڑنا

اللہ کی رحمت سے وہی مایوس ہوسکتے ہیں جو گمراہ ہیں۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷
قیمت ۴ر
منظور شدہ محکمہ تعلیم
۱- لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۶/۱۶۳۲۱ - مورخہ ۳ر مئی ۱۹۵۶ء
ایڈیٹر
عبدالمنان چوہان
۲- پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۰.B.T.۲۷۳۲/۲۴۸۱ مورخہ ۴ر ستمبر ۱۹۵۶ء
بدل اشتراک
سالانہ لعہ
ششماہی ۲ر

پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبیداللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ سے شائع ہوا۔